مطبوعات غالب صدی

۱- خطوط غالب (جلد اول) ...	۱۵/۵۰ روپے
۲- خطوط غالب (جلد دوم) ...	۱۵/۵۰
۳- مہر نیمروز ...	۹/۰۰
۴- دستنبو ...	۴/۰۰
۵- قادر نامہ ...	۱/۷۵
۶- قصاید و مثنویات غالب (فارسی) ...	۲۷/۵۰
۷- سید چین ...	۸/۵۰
۸- اشاریۂ غالب ...	۱۸/۰۰
۹- درفش کاویانی ...	۱۲/۰۰
۱۰- قطعات و رباعیات ، ترکیب بند ، ترجیع بند و مخمس غالب ...	۱۳/۰۰
۱۱- دیوان غالب (اردو) ...	۱۶/۰۰
۱۲- غالب ذاتی تاثرات کے آئینے میں ...	۷/۰۰
۱۳- پنج آہنگ ...	۲۹/۵۰
۱۴- افادات غالب ...	۱۱/۵۰
۱۵- غزلیات غالب (فارسی) ...	۱۲/۵۰
۱۶- تنقید غالب کے سو سال ...	۱۹/۰۰
۱۷- غالب کریٹیکل انٹروڈکشن (بہ زبان انگلیسی) غیر مجلد ...	۱۰/۵۰ ، مجلد ۲۰/۰۰

ملنے کا پتہ : پنجاب یونیورسٹی سیلز ڈپو (اولڈ کیمپس) لاہور

مظہر معین*

عصر جدید میں عربی زبان

عربی زبان بعثت نبوی ﷺ سے پہلے جزیرۃ العرب اور یمن کی عظیم و قدیم زبان کی حیثیت سے اپنی فصیح ترین اور ترقی یافتہ شکل میں موجود تھی ۔ اس فصاحت لسانی کی بہترین نمائندگی عصر جاہلی کی شاعری کرتی ہے ۔ امرؤ القیس ، زہیر بن ابی سلمی ، لبید بن ربیعہ ، عمرو بن کلثوم اور دیگر جاہلی شعراء کے معلقات کو گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال میں ہر زمان و مکان کے عربی دان اہل دین و ادب نے درجہ اول کا کلام عرب قرار دیا ہے اور جاہلی شاعری کی منفرد عظمت کا اعتراف کیا ہے ۔ مشہور مغربی مستشرق ایچ اے آر گب لکھتے ہیں :

> "The most striking feature in Arabic literature is its unexpectedness. Over and over again, with scarcely a hint to give warning of what is coming, a new literary art emerges fully-fledged, often with a perfection never equalled by later exponents of the same art. Nowhere is this element of surprise more striking than in the first appearance of Arabic as a vehicle of liteature. At one moment Arabia seems, in a literary sense, empty and dumb except for some votive or business-like inscriptions in a variety of dialects. At the next, companies of poets spring up all over northern Arabia, reciting complex odes, in which a series of themes are elaborated with unsurpassed vigour, vividness of imagination, and precision of imagery, in an infinitely rich and highly articulated language, showing little or no traces of dialtect, and cast into complex and flexible m etrical schemes that ryhme throughout the poem."[1]

آمد اسلام کے بعد عربی یمن و حجاز وغیرہ سے نکل کر ایشیا ، افریقہ اور یورپ کے بہت سے ممالک میں نہ صرف علمی و دینی زبان کی حیثیت اختیار کر گئی بلکہ

---

*لیکچرر شعبۂ عربی پنجاب یونیورسٹی ، لاہور ۔

1. H.A.R. Gibb-Arabic Literature-Oxford University Press London, 1963, P. 13.

لاکھوں مربع میل پر مشتمل ممالک میں قومی و مادری زبان کی حیثیت سے بھی غالب آ گئی ۔ اس سلسلے میں مصر و اندلس کے نام بطور مثال کفایت کرتے ہیں ۔ عصر نبویؐ و خلفاء راشدینؓ سے عصر اموی و عباسی تک تقریباً سات سو سالہ دور عربی زبان کے بے پناہ فروغ اور غلبہ کا دور ہے جس میں عربی دینی حیثیت کے علاوہ دنیا کی اہم ترین علمی ، بین الاقوامی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے بیک وقت ایشیا ، افریقہ اور یورپ کے تین براعظموں میں رائج و فروغ پذیر رہی ۔ اور علم و فنون کا عظیم الشان ذخیرہ جمع و تدوین ، تصنیف و تالیف اور ترجمہ و تحقیق کے ذریعے عربی زبان میں تحریر شدہ لاکھوں کتابوں کی صورت میں وجود میں آیا ۔

۶۵۶ھ میں سقوط بغداد کے بعد عربی صدیوں تک دنیاوی مقام کے لحاظ سے زوال پذیر رہی مگر علوم دینیہ کی زبان ہونے کی بناء پر عربی دان ممالک کے علاوہ بھی پورے عالم اسلام میں بنیادی اہمیت کی حامل رہی ۔ اور اس دور زوال میں بھی افریقہ و اندلس ، فارس و ترکستان ، برصغیر و جنوب مشرقی ایشیا اور دیگر مسلم علاقوں میں درس و تدریس ، علوم و فنون اور رابطہ عالم اسلامی کی زبان کی حیثیت سے فروغ پذیر رہی ۔ حتیٰ کہ انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں عرب ممالک میں عربی زبان و ادب کے احیاء کی تحریک نے فروغ پایا اور وہ ارتقائی مراحل طے کرتی ہوئی بیسویں صدی کے ربع اخیر تک آن پہنچی ۔

عصر جدید میں عربی زبان کی وسعت و اہمیت کے دلائل و مشاہدات بڑے واضح ہیں اور دینی حیثیت کے ساتھ ساتھ علمی و ادبی ، سرکاری و قومی اور بین الاقوامی زبان کی حیثیت سے بھی عربی صف اول کی زبان شمار ہونے لگی ہے ۔ اس سلسلے میں بہت سے نکات اور پہلو اہم ہیں جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے عصر حاضر میں عربی کا صحیح مقام متعین کیا جا سکتا ہے ۔

۱۔ لغۃ القرآن الکریم

قرآن مجید جو ہر زمان و مکان میں اسلام کا مرکز و محور اور اساس اول ہے عربی زبان میں ہے ۔ خود قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے :

"انا انزلنه قرآنا عربیاً"[1]

ترجمہ : بے شک ہم نے اسے عربی قرآن کی صورت میں نازل کیا ۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن عربی کی بذات خود حفاظت کا یوں اعلان فرمایا :

"انا نحن نزلنا الذکر و اناله لحفظون"[2]

۱۔ سورۃ یوسف ، الآیة ۲ ۔ ۲۔ سورۃ الحجر ، الآیة ۹ ۔

ترجمہ : بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔

قرآن مجید فصیح و بلیغ عربی زبان یا ''اللغة الفصحیٰ'' میں نازل کیا گیا جس کا رب العلمین نے یوں ذکر فرمایا :

''و انه لتنزیل رب العلمین نزل به الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین''[1]

ترجمہ : اور بے شک یہ رب العلمین کا نازل کردہ ہے جسے روح امین نے آپ کے قلب پرصاف عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔

پس قرآن مجید اور فصیح عربی زبان لازم و ملزوم ہیں اور دونوں تا قیامت باقی و محفوظ رہیں گے ۔ کیونکہ اس کی بقاء و حفاظت کی ضمانت خود خالق کائنات نے علی الاعلان دی ہے ۔ آج بھی دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زائد مسلمان ایشیا ، افریقہ ، یورپ ، امریکہ ، آسٹریلیا ہر جگہ عربی زبان میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور تمام مقامات پر قرآن کے نسخے بلا کسی ادنی فرق کے یکساں ہیں ۔ قرآن ہی کی خاطر ہر جگہ مسلمان عربی زبان سیکھتے ہیں ۔ کیونکہ تلاوت و فہم قرآن اور انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام دائروں میں احکام قرآنی پر کماحقہ عمل کے لیے عربی زبان کا سیکھنا ناگزیر ہے ۔

نزول قرآن نے عربی زبان کے مختلف لہجوں اور بولیوں کے اعلیٰ اوصاف کو متحد کرکے ایک مشترکہ فصیح قرآنی زبان کی صورت میں ڈھال دیا اور عربی کو اعلیٰ ترین معیاری صورت میں عالمگیر زبان بنا دیا ۔ ورنہ مختلف عرب لہجوں اور بولیوں کا اختلاف عربی زبان کی موت کا باعث بن سکتا تھا ۔ پس یہ علمی و تاریخی لحاظ سے ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ عربی زبان صرف قرآن مجید کی بدولت متحد و مروج و محفوظ رہی ہے ۔ اس کے بارے میں معروف یہودی دانشور ڈاکٹر اسرائیل و لفنسون (ابو ذوئیب) جو جامعہ مصریہ میں سامی زبانوں کے استاد تھے اپنی عربی تصنیف میں لکھتے ہیں :

''و اثر القرآن اثره الشدید فی جمیع اللهجات العربیة فی جمیع انحاء الجزیرة فقد بدأت تتبلبل و تضطرب و تنجذب بقوة الی لغة القرآن حتی اند مجت کلها فی لهجته التی هی لهجة الحجاز کما کان ینطقها خاصة اهل مکة ۔''[2]

ترجمہ : قرآن نے جزیرۃ العرب کے تمام اطراف و جوانب میں عربی زبان کی سب بولیوں پر گہرے اثرات ڈالے ، چنانچہ وہ متزلزل ہونا شروع ہو گئیں

۱۔ سورۃ الشعراء الایۃ ، ۱۹۲-۱۹۵ ۔

۲۔ اسرائیل و لفنسون ۔ تاریخ اللغات السامیۃ۔مصر، مطبعة الاعتماد ۱۹۲۹ء، ص ۲۱۵۔

اور بڑی قوت کے ساتھ قرآن کی زبان میں جذب ہونے لگیں ۔ یہاں تک کہ وہ تمام بولیاں اس کی بولی میں گھل مل گئیں جو حجازکی بولی ہے جس میں بالخصوص اہل مکہ بات چیت کرتے تھے ۔

قرآن مجید نے عربوں کو جو متحدہ و معیاری فصیح و بلیغ زبان عطا کی اس کی مستقل دینی و لغوی اہمیت کے بارے میں اسرائیل و لفنسون یوں رقمطراز ہیں :

''و قد ظل القرآن منذ ذلک الحین الی الان و ھو الینبوع الفیاض الذی یرتوی منه علماء الدین و اللغة جمیعا و المنار المضیء الذی یھتدون بنورہ الی محجة الصواب کلما اظلم علیھم الجو أو اشکل علیھم الامر فی أی فرع من ھذین الفرعین ۔''[1]

ترجمہ : اس وقت سے دور حاضر تک قرآن ایک ایسے چشمہ جاری کی حیثیت سے موجود ہے جس سے علمائے دین و لسان سب سیراب ہوتے ہیں اور وہ ایک ایسا روشن مینار ہے جس سے وہ صحیح راستہ کی جانب ہدایت پاتے ہیں ۔ جب کبھی ان کے لیے فضا تاریک ہو جاتی ہے یا ان دونوں شعبوں میں سے کسی ایک شعبے میں انھیں کوئی مشکل معاملہ در پیش ہوتا ہے ۔

مذکورہ بالا مباحث کا خلاصہ و نتیجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی بدولت عربی کے کثیر التعداد لہجے اور بولیاں بولنے والوں نے فصیح قرآنی عربی کو مستقل معیاری زبان کے طور پر اپنا لیا ۔ اس کی بدولت عربی چودہ سو سال سے بد ترین حالات میں بھی محفوظ رہی اور قرآن مجید ہر زمان و مکان کے مسلمانوں کی طرح عصر حاضر کے ایک ارب مسلمانان عالم کے لیے بھی اساس و مرکز کی حیثیت رکھتا ہے جس کی خاطر وہ عربی زبان سیکھتے ہیں ۔

۲۔ لغة الحدیث النبوی[۳]

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فصیح و بلیغ عربی تھی ۔ لہذا احادیث و سنن کا تمام تر ذخیرہ جو کتب احادیث کی صورت میں مجتمع و محفوظ ہے عربی زبان میں ہے ۔ مؤطا امام مالک ، مسند احمد بن حنبل ، صحیح بخاری ، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد ، جامع ترمذی ، سنن نسائی ، سنن ابن ماجہ اور دیگر تمام مجموعہ ہائے احادیث نبوی عربی زبان میں ہیں اور ہر دور کے مسلمانوں کی طرح عصر حاضر کے مسلمانوں کے لیے بھی نا گزیر ہے کہ وہ کتب حدیث کے مطالعہ اور ان سے براہ راست استفادہ کے لیے عربی زبان سیکھیں ۔

۱۔ اسرائیل و لفنسون ۔ تاریخ اللغات السامیة ، ص ۲۱۵ ۔

سنت نبوی ؐ کی اہمیت و ضرورت کے بارے میں خود قرآن مجید میں ارشاد زبانی ہے :

"وما اتکم الرسول فخذوہ و ما نہا کم عنه فانتهوا"[1]

ترجمہ : اور جو کچھ پیغمبر تمھیں عطا کرے پس اسے تھام لو اور جس سے وہ روک دے تو اس سے باز رہو۔

اتباع رسول ؐ کے واجب و لازم ہونے کے بارے میں یہ بھی فرمایا :

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"[2]

ترجمہ : کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

نیز قول ربانی ہے :

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"[3]

ترجمہ : بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں اسوہ حسنۃ ہے۔

خود جناب رسالتمآب ؐ نے کتاب و سنت کی اہمیت یوں واضح فرمائی :

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ"۔[4]

ترجمہ : میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو پاؤ گے وہ ہیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

پس سنت نبوی ؐ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ واجب‌الاتباع ہے اور احادیث و سنن کے عظیم الشان ذخیرہ کے براہ راست مطالعہ اور اس سے استفادہ کے لیے عربی زبان سیکھنا ناگزیر ہے۔ اس سلسلے میں لغوی نکتہ نظر سے یہ بات بھی اہل علم سے مخفی نہیں کہ جس طرح قرآن مجید نے عربوں کو ایک فصیح و بلیغ مشترکہ زبان عطا کی اسی نہج پر عربوں کی تمام فصاحت و بلاغت کو کلام نبوی ؐ نے یکجا کردیا اور قرآن مجید کے ساتھ ساتھ کلام رسالتمآب ؐ کی صورت میں عربی زبان اپنی فصیح ترین شکل میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئی ، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کے مختلف لہجوں اور بولیوں کا وسیع علم رکھتے تھے اور آپ ؐ کی

۱۔ سورۃ الحشر ، الایۃ ، ۷ ۔

۲۔ آل عمران ۔ الایۃ ۳۱ ۔

۳۔ الاحزاب ۔ الایۃ ۲۱ ۔

۴۔ الخطیب ۔ مشکوۃ المصابیح الجزء الاول دمشق منشورات المکتب الاسلامی ۱۳۸۰ھ ، بحوالہ المؤطا ۔

زبان فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ تھی جس کے اتباع کی خاطر عربوں نے اپنی مقامی بولیوں اور لہجوں کو ترک کر دیا اور ہر قبیلہ و علاقہ سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور بعد ازاں بھی ہر زمان و مکان کے اہل علم و ادب نے لسان و اسلوب نبویؐ کی پیروی کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔

۳۔ لغة الفقه اسلامی

ہر دور اور علاقے کے مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی ضروریات پوری کرنے کے لیے قرآن و سنت سے استنباط احکام و مسائل کا اصطلاحی نام ''فقہ'' ہے اور فقہ اسلامی کا گزشتہ چودہ سو سال کا تمام تر ذخیرہ بنیادی طور پر عربی زبان میں ہے۔ فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، زیدی، جعفری اور دیگر فقہی مذاہب و آراء عربی زبان میں تحریر شدہ بے شمار کتب کی صورت میں مدون و محفوظ ہیں۔ عصر جدید میں ان مذاہب و آراء کی تقلید نیز سلسلہ اجتہاد کو آگے بڑھانے کے لیے ناگزیر ہے کہ اہل تخصص بالخصوص اور تمام تعلیم یافتہ مسلمان بالعموم اپنی اپنی ضروریات و حالات کے مطابق عربی میں موجود عظیم فقہی سرمایہ سے براہ راست استفادہ کر سکیں۔ دور جدید میں سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، قانونی اور دیگر تمام شعبہ ہائے حیات کی قرآن و سنت کی بناء پر تشکیل نو اور عصر حاضر کے گوناگوں مسائل سے عہدہ برا ہونے کے لیے بحث و تحقیق کی خاطر فقہ اسلامی سے واقفیت ایک بنیادی ضرورت ہے۔ عربی زبان کی دینی اہمیت کے بارے میں امیر المومنین امام عمرؓ بن الخطاب جیسے عظیم الشان فقیہ کا قول ہے:

''تعلموا العربية فانها من دينكم۔''[۱]

ترجمہ۔ عربی سیکھو کیونکہ یہ تمھارے دین کا جزو ہے۔

۴۔ لغة التاريخ والسير

سیرت و تاریخ اسلامی کی تمام تر بنیادی کتب عربی زبان میں ہیں جن سے سیرة النبیؐ، سیرةالصحابہؓ، سیرة التابعینؒ، سیرة تبع تابعینؒ اور ان کے بعد کے ادوار کے علماء و صلحائے امت اور آئمہ ہدایت کی سیرت معلوم ہوتی ہے۔ سیرت لٹریچر سے استفادہ اور ان اعلیٰ نمونوں پر امت مسلمہ کی تربیت کے لیے لازم ہے کہ ان عربی کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔ نیز عربی میں تحریر شدہ مستند کتب تاریخ و سیر سے عہد نبوت و خلافت راشدہ کی تمام تر تفصیلات ملتی ہیں جو شرعی اہمیت کی حامل ہیں عہد بنی امیہ (۴۱ - ۱۳۲ھ) اور عہد بنو عباس

۱۔ بحوالہ۔ الدکتور محمود محمد عبداللہ۔ اللغة العربية فی باکستان۔ اسلام آباد۔ وزارة العليم الفيدرالية باكستان ۱۹۸۴، ص ۳۔

(۱۳۲-۶۵۶ھ) کی تمام تر شرعی و عمومی تفصیلات بھی عربی کتب تاریخ ہی میں ملتی ہیں - مزید برآں سقوط بغداد (۶۵۶ھ) کے بعد کی صدیوں کی تاریخ الامۃ بھی بطور مجموعی عربی کتب کی صورت میں محفوظ و مدون ہے - جس سے ایشیا ، افریقہ اور یورپ کے تین براعظموں میں پھیلی ہوئی امت مسلمہ کی دینی و عمومی تاریخ معلوم ہوتی ہے - اس سلسلے میں بطور مثال چند اہم کتب سیرت و تاریخ کے نام درج ذیل ہیں - جن سے تاریخ و سیرت لٹریچر کے حوالہ سے عربی زبان کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے -

۱- محمد بن عبدالملک الحمیری ابن ہشام (م ۲۱۸ھ) السیرۃ النبویۃ -
۲- امام عبداللہ محمد بن سعد الزہری (م ۲۳۰ھ) طبقات ابن سعد
۳- محمد بن جریر الطبری (م ۳۱۰ھ) تاریخ الطبری
۴- ابو الحسن علی بن حسین المسعودی (م ۳۴۶ھ) مروج الذہب
۵- امام ابو عمر یوسف بن عبدالبراندلسی (م ۴۶۳ھ) الاستیعاب
۶- احمد بن محمد ابن مسکویہ (م ۴۲۱ھ) تجارب الامم
۷- خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) تاریخ بغداد
۸- حافظ ابو القاسم ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) تاریخ ابن عساکر
۹- ابن الاثیر الجزری (م ۶۳۰ھ) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ الکامل
۱۰- القاضی احمد بن خلکان (م ۶۸۱ھ) وفیات الاعیان
۱۱- ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی (م ۷۴۸ھ) تاریخ الاسلام
۱۲- ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) تاریخ ابن کثیر
۱۳- ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) العبر و دیوان المبتداء والخبر
۱۴- ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ
۱۵- ابن حجر (م ۸۵۲ھ) الدررالکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ
۱۶- محمد بن عبدالرحمن السخاوی (م ۹۰۲ھ) الضوء اللامع فی اعیان - - القرن التاسع
۱۷- احمد بن محمد المقری التلمسانی (م ۱۰۴۱ھ) نفح الطیب
۱۸- نجم الدین محمد الغزی الدمشقی (م ۱۰۶۱ھ) الکواکب السائرۃ - - فی اعیان المائۃ العاشرۃ
۱۹- نور الدین علی بن برہان الدین الحلبی (م ۱۰۴۴ھ) السیرۃ الحلبیۃ
۲۰- ابن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) شذرات الذہب فی اخبار- - من ذہب
۲۱- محمد امین المحبی الدمشقی (م ۱۱۱۱ھ) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر
۲۲- محمد خلیل المرادی الدمشقی (م ۱۲۰۵ھ) سلک الدرر فی اعیان - - القرن الثانی عشر

۲۲- احمد الدحلانی المکی (م ۱۳۰۴ھ) السیرۃ الدحلانیۃ[1]

لغۃ العلوم الاسلامیۃ

عربی قرآن و حدیث اور فقہ و تاریخ کی زبان ہونے کے علاوہ صدیوں پر محیط ان عظیم الشان دینی علوم کی بھی زبان ہے جن کے بغیر مذکورہ بالا علوم سے کماحقہ استفادہ ممکن نہیں مثلاً قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے علم التفسیر ناگزیر ہے - مختلف آیات قرآنیہ کی تشریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمائی صحابہ کرامؓ ، تابعینؒ ، تبع تابعینؒ اور دیگر علمائے مفسرینؒ نے کیسے تفسیر بیان کی نیز نحو و لغت اور دیگر علوم لسانیہ کی رو سے قرآن مجید کے الفاظ و آیات کی شرح کس طرح کی جا سکتی ہے - یہ تمام امور تفسیر القرآن کے ضمن میں آتے ہیں اور تفسیر بالاثار ، علوم اسانیہ کی مدد سے تفسیر اور دیگر مناہج تفسیر کے تمام تر بنیادی ماخذ عربی زبان میں ہیں - نیز ہر دور کی اہم تفاسیر عربی زبان میں موجود ہیں - مثلاً

۱- ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) تفسیر ابن جریر الطبری

۲- ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی (م ۵۱۶ھ) معالم التنزیل

۳- محمود بن عمر زمخشری (م ۵۳۸ھ) الکشاف

۴- ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) زاد المسیر فی علم التفسیر

۵- فخر الدین الرازی (م ۶۰۶ھ) مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)

۶- ابو عبداللہ محمد بن احمد ابوبکر القرطبی المالکی (م ۶۷۱ھ) جامع احکام القرآن

۷- ناصر الدین البیضاوی الشافعی (م ۶۸۵ھ) انوار التنزیل و اسرار التاویل

۸- عبداللہ بن احمد النسفی (م ۷۰۱ھ) مدارک التنزیل

۹- ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) تفسیر ابن کثیر

۱۰- جلال الدین السیوطی والمحلی (م ۹۱۱ھ) تفسیر الجلالین

۱۱- ابو السعود محمد بن عادی (م ۹۸۲ھ) ارشاد العقل السلیم الی مزایاالکتاب الکریم

۱۲- محمد بن علی الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) فتح القدیر

۱۳- محمود الالوسی البغدادی (م ۱۲۷۰ھ) روح المعانی

۱- بحوالہ راغب الطباخ - الثقافۃ الاسلامیۃ مترجمہ افتخار احمد بلخی بعنوان تاریخ افکار و علوم اسلامی، ج ۲، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، باب ۸ھ-(ص ۳۰۹- ۳۲۲ بیعد)

۱۴- القاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) التفسیر المظہری
۱۵- سید قطب شہید (م ۱۹۶۶ء) فی ظلال القرآن[1]

قرآن مجید سے متعلقہ تمام علوم بھی عربی زبان میں تحریر شدہ کتب کی صورت میں محفوظ ہیں مثلاً علم القراءۃ، علم التجوید، علم الاعراب والکتابۃ، علم البیان، علم المعانی، علم البدیع، علم اللغۃ، علم النحوالخ[2]

احادیث نبوی ؐ کی تشریح اور ان پر جرح و نقد کے سلسلے میں جو عظیم علمی سرمایہ صدیوں کی محنت کا نتیجہ ہے اس کی زبان بھی عربی ہے۔ ابتداء سے علامہ ابن حجر عسقلانی ؒ کی شرح بخاری ''فتح الباری'' اورامام شرف الدین نووی ؒ کی ''شرح مسلم'' تک پھر سید انور شاہ کشمیری ؒ کی شرح بخاری ''فیض الباری'' اور علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ کی شرح مسلم ''فتح الملہم'' تک احادیث کی لاتعداد شروح اور متون و روایات و موضوعات سے بحث کرنے والی عظیم الشان کتب نیز حدیث سے متعلقہ کثیرالتعداد علوم عربی زبان میں ہیں۔ مثلاً علم اسماء الرجال، جرح و تعدیل، علم الروایۃ و الدرایۃ، علم الموضوعات وغیرہ۔ ایک تعلیم یافتہ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ علمی و عمومی نکتہ نظر سے بقدر ضرورت عربی زبان میں موجود تفسیر قرآن اور شرح حدیث کے سرمایہ سے براہ راست استفادہ کرنے کے قابل ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ جو جلیل القدر صحابی اور ترجمان القرآن ہیں تفسیر قرآن کے سلسلے میں جاہلی دور کی شاعری کی لغوی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اذا قراتم شیئا من کتاب اللہ فلم تعرفوہ فاطلبوہ فی اشعار العرب فان الشعر دیوان العرب''[3]

ترجمہ: جب تم کتاب اللہ میں سے کوئی چیز پڑھو پھر وہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اسے عربوں کی شاعری میں تلاش کرو کیونکہ شاعری عربوں کا دیوان ہے۔

پس عربوں کے اس عوامی رجسٹر یعنی کلام عرب کے الفاظ و تراکیب سے قرآن مجید کے الفاظ و تراکیب کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ دینی علوم کے سلسلے میں عربی زبان و ادب کی یہی وہ اہمیت ہے جس کی بنا پر صدر اسلام کے

۱- باشنائے چند بحوالہ راغب الطباخ۔ الثقافۃ الاسلامیۃ (اردو ترجمہ از افتخار احمد بلخی بعنوان تاریخ افکار و علوم اسلامی، ج ۱، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۷۶ء باب ۱۵، (ص ۲۳۵-۳۱۹ ببعد)
۲- تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو جلال الدین السیوطی کی ''الاتقان فی علوم القرآن''
۳- آلالوسی - روح المعانی، ج ۱۹ مصر، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ ۱۳۵۳ھ، ص ۱۵۰

مسلمانوں کے ہاں اس کی بڑی قدر و قیمت تھی اس سلسلے میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی مثال بڑی اہم ہے جو بیک وقت علم تفسیر ، حدیث اور فقہ میں عظیم المرتبت ہیں اور جن سے احادیث صحیحہ کا عظیم الشان ذخیرہ مروی ہے ان کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے مقداد بن اسد فرماتے ہیں ۔

"ما کنت اعلم احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم بشعر ولا فریضۃ من عائشہ رضی اللہ عنھا ۔"[۱]

ترجمہ : میرے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو عائشہ رضی اللہ عنھا سے بڑھ کر فرائض دینیہ اور شاعری کا علم رکھتا ہو ۔

حضرت عائشہؓ کے علاوہ خلفائے راشدین حضرات ابو بکرؓ ، عمرؓ ، عثمانؓ علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نیز بعد کے صلحائے امت کے ہاں بھی دینی و ادبی لحاظ سے عربی زبان و ادب بالخصوص شاعری کو بڑی اہمیت حاصل تھی ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سابقہ قول کے علاوہ مشہور تابعی سعید بن مسیبؒ کا قول بطور مثال کفایت کرتا ہے جسے صاحب العقد الفرید نے نقل کیا ہے ۔

"کان ابوبکر شاعراً و عمر شاعراً وعلی اشعر الثلاثہ"[۲] ۔

ترجمہ : ابوبکر شاعر تھے ، عمر شاعر تھے اور حضرت علی تینوں میں سے شعر گوئی میں بڑھ کر تھے ۔

صدر اول کی یہ جلیل القدر ہستیاں اس بات سے اچھی طرح واقف تھیں کہ قرآن و حدیث نے غلط قسم کے شاعروں اور ان کی بیہودہ شاعری کی مذمت کی ہے ۔ تاہم سرے سے شاعری ہی کو ممنوع قرار نہیں دیا[۳] ۔ بلکہ وہ قرآن و حدیث کے الفاظ کے فہم و شرح کے سلسلے میں عربی شعر و ادب کی لغوی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے ۔ چنانچہ مفسرین و محدثین نے شرح قرآن و حدیث کے ضمن میں کلام عرب سے استشھاد کو ہمیشہ بڑی اہمیت دی ہے جس کی دو اہم مثالیں علامہ محمود زمخشریؒ کی الکشاف اور علامہ ناصر الدین بیضاویؒ کی "انوار التنزیل و اسرار التاویل" المعروف بہ تفسیر البیضاوی ہیں ۔

۱۔ ابن عبدربہ ۔ العقد الفرید ، ج ۳ ، مصر ، المطبعۃ الجمالیۃ ۱۳۳۱ھ ، ص ۳۸۲

۲۔ ابن عبد ربہ ۔ العقد الفرید ، ج ۳ ، ص ۳۸۸ ۔

۳۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مقالہ "شاعری کا اسلامی تصور" مطبوعہ مجلہ تحقیق ، کلیۃ علوم اسلامیہ و ادبیات شرقیہ ، جامعہ پنجاب لاہور ج ۴ ، شمارہ ۳ ، ۴ (صد سالہ تقریبات نمبر ، ص ۲۸۳ - ۳۱۸) ۔

شرح قرآن و حدیث کے علاوہ دیگر علوم دینیہ کا تمام تر بنیادی سرمایہ بھی عربی زبان میں ہے جس میں ہزاروں کتب پر مشتمل وہ دینی علوم شامل ہیں جو دین اسلامی کے مختلف پہلوؤں سے بحث کرتے ہیں۔ ان علوم کے تنوع اور وسعت کی طرف اشارہ کے لیے چند نام درج ذیل ہیں :

۱- راغب الاصفہانیؒ	مفردات القرآن	(قرآنی لسانیات)
۲- جلال الدین السیوطیؒ	الاتقان فی علوم القرآن	(قرآنیات)
۳- ابن تیمیہؒ	مقدمة فی اصول التفسیر	(قرآنیات)
۴- شاہ ولی اللہ الدہلویؒ	الفوز الکبیر فی اصول التفسیر	(قرآنیات)
۵- "	حجة اللہ البالغة	(اسرار حدیث)
۶- ابن رشدؒ	بدایة المجتهد	(فقہ و قانون)
۷- ابن قتیبہؒ	الامامة والسیاسة	(سیاسیات)
۸- امام ابو یوسفؒ	کتاب الخراج	(اقتصادیات)
۹- ابن خلدونؒ	تاریخ العبر و دیوان المبتدا ۔ والخبر	(تاریخ و اجتماعیات)
۱۰- امام غزالیؒ	احیاء علوم الدین	(دینیات)
۱۱- محی الدین ابن عربیؒ	فصوص الحکم	(فلسفہ و تصوف)
۱۲- شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	فتوح الغیب	(تصوف)
۱۳- شہاب الدین سہروردیؒ	عوارف المعارف	(تصوف)
۱۴- ابو نعیم اصفہانیؒ	حلیة الاولیاء	(سیرت و تصوف)

۶- لغة العلوم العامة

قرآن ، حدیث ، فقہ ، تاریخ اور علوم دینیہ کے علاوہ عمومی علوم و فنون کا صدیوں کا عظیم الشان ذخیرہ بھی عربی زبان میں ہے اور دینی ضروریات کے علاوہ بھی ضروری ہے کہ عربی میں تحریر شدہ ان گونا گوں علوم و فنون سے استفادہ کر کے عظیم مسلم علماء و محققین کی طب ، منطق ، فلسفہ ، نجوم ، طبیعیات ، کیمیا ، نباتیات ، حیوانیات ، جغرافیہ، علم الافلاک ، حساب اور دیگر شعبہ ہائے حیات میں عظیم خدمات سے دنیا کو روشناس کروایا جائے نیز جہاں تک ممکن ہو ان علوم سے استفادہ کر کے انسانیت کی تعمیر و ترقی کے لیے استعمال کیا جائے بالخصوص طب مشرق اور ایسے ہی دیگر شعبوں میں۔ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ عباسی دور کے اختتام تک نہ صرف عالم عرب بلکہ ہند و یونان ، روم و فارس اور دیگر بلاد و امصار کے کثیر علوم بھی ترجموں کے وسیع انتظام کے ذریعے عربی میں منتقل کیے گئے اس طرح عربی ان غیر عرب اقوام و ممالک کے علوم کی بھی حامل ہے ۔ آج بھی متنوع علوم و فنون کے ہزاروں لاکھوں عربی مخطوطات

دنیا بھر کی لائبریریوں اور دیگر مقامات میں ایشیا ، افریقہ اور یورپ میں موجود ہیں ان کو از سر نو تحقیق و تدوین کے بعد مطبوعہ شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنا عالم اسلام کا علمی فریضہ اور مشترکہ ذمہ داری ہے اور اس کے لیے سائنس اور آرٹس کے ہر مضمون کی تعلیم پانے والوں کے لئے عربی سیکھنا ناگزیر ہے ۔ عربی زبان میں کس قسم کا علمی لٹریچر مرجود ہے ۔ اس کی طرف اشارہ کے لیے چند نام بطور مثال کفایت کرتے ہیں مثلاً ابن سینا کی القانون فی الطب، ابن ابی اصیبعہ کی ''عیون الانباء'' الغزالی کی ''تهافة الفلاسفة'' محی الدین ابن عربی کی ''فصوص الحکم'' یاقوت الحموی کی ''معجم البلدان'' وغیرہ ۔

۷۔ لغة الثقافة الاسلامية

عربی زبان مسلم ثقافت کی نمائندہ زبان ہے جو قدم قدم پر انفرادی و اجتماعی زندگی میں اپنا وجود منواتی ہے ۔ مسلمان بچے کے کانوں میں پیدا ہوتے ہی عربی میں اذان و اقامت کہی جاتی ہے ۔ پھر دنیا بھر میں بالعموم اس کا کوئی عربی نام رکھا جاتا ہے ۔ اس طرح ہزاروں لاکھوں عربی الفاظ ناموں کی صورت میں دنیا بھر میں معروف و مروج ہیں پھر وقتاً فوقتاً بچہ لا شعوری طور پر السلام علیکم ، بسم اللہ ، الحمد اللہ ، اللہ اکبر ، جزاک اللہ ، ماشاء اللہ ، انشاء اللہ ، انا اللہ وانا الیہ راجعون وغیرہ کلمات سنتا ہے ۔ دن میں پانچ مرتبہ عربی میں اذان کی آواز سنتا ہے کچھ بڑا ہونے پر عربی میں کلمہ طیبہ پھر نماز سیکھتا ہے ۔ اور دن میں پانچ مرتبہ عربی میں ادا کرتا ہے ۔ قرآن مجید کے ذریعہ عربی زبان اور رسم الخط سے مانوس و واقف ہوتا ہے ۔ پھر نماز جمعہ و عیدین سے نکاح و جنازے تک مختلف اوقات اور مراحل میں اسے عربی سے سابقہ پیش آتا ہے ۔ ہر اجتماع کا آغاز عربی میں تلاوت قرآن پاک سے کرنا عالم اسلام کا معمول اور ثقافتی مظہر ہے ۔ اس طرح بلا امتیاز علاقہ و زبان دنیا بھر میں ہر جگہ عربی زبان مہد سے لیکر لحد تک ہر مسلمان کے ہمراہ جاتی ہے اور اس کے لیے شعوری و لا شعوری طور پر عربی سے وا قفیت نا گزیر بن جاتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہردور میں مسلمان فصیح عربی زبان سیکھنے اور بولنے کے خواہشمند رہتے ہیں ۔ حج جیسے اجتماعات عربی کی معاشرتی و ثقافتی اہمیت کو مزید واضح کرتے ہیں ۔ آج بھی حج کے موقع پر جب دنیا بھر سے ہزاروں مختلف زبانیں بولنے والے مسلمان لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کی زبانوں سے نا واقفیت کے باوجود مشترکہ سرمایہ الفاظ عربی میں اشاروں کی زبان ملا کر ایک دوسرے کو اپنی بات سمجھاتے ہیں اور عربی زبان سے ادھوری واقفیت پر اظہار افسوس کرتے ہیں ۔ تاہم مسلمانوں میں رائج ان مشترکہ الفاظ واسماء کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے مثلاً :

کلمہ ، صوم ، صلوۃ ، حج ، زکوۃ ، جہاد ، ایمان ، اسلام ، مسلم ، مومن ، کافر ، موت ، حیات ، فجر ، ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء ، لیل ، نہار ، دین ، دنیا ، مسجد ، منبر ، بیت اللہ ، رسول اللہ ، قرآن ، رحیم ، کریم ، سحر ، انطار ، آخرت ، قیامت ، قبر ، حشر ، نشر ، دفن ، میت ، جنازہ ، کفن ، حلال ، حرام ، حدیث ، فقہ ، بسم اللہ ، الحمد للہ ، جزاک اللہ ، ماشاء اللہ ، انشاء اللہ ، انا للہ ، توبہ ، استغفار وغیرہ ۔

۱۔ لغة المدارس الاسلامیة

گذشتہ چودہ سو سال میں اندلس و افریقہ سے ترکستان و فارس اور بر صغیر و انڈونیشیا تک لاکھوں اسلامی مدارس کا جو وسیع سلسلہ پھیلا اس میں عربی زبان ہی درس و تدریس کا ذریعہ و بنیاد رہی ہے اور آج تک چلی آ رہی ہے ۔ قرآن ، حدیث ، فقہ ، تاریخ ، منطق ، فلسفہ، شعر و ادب ، صرف و نحو ، بلاغت ، غرض تمام علوم کے لیے ان مدارس میں جو ماضی قریب تک حصول علم کا واحد منظم ذریعہ تھے ۔ عربی ہی کو اساس و محور کی حیثیت حاصل رہی ہے ۔ آج بھی انڈونیشیا سے افریقہ تک درس و تدریس کے لاکھوں چھوٹے بڑے مراکز مدارس عربیہ کے نام سے معروف ہیں ۔ جامعہ" الازہر قاہرہ ، الجامعة الاسلامیہ" مدینہ منورہ ، جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض ، حوزہ علمیہ قم ایران ، دارالعلوم دیو بند ، ندوۃ العلماء لکھنو ، مدرسہ عالیہ کلکتہ ، ڈھاکہ و چکارتہ کے دینی مدارس ، کراچی و لاہور ، پشاور و کابل ، استنبول و دمشق کے دینی مراکز نیز بخارا و کاشغر کے باقیماندہ اسلامی مدارس سمیت پورے عالم اسلام میں ہر جگہ عربی زبان ہی بنیادی و مرکزی حیثیت کی حامل ہے اس سلسلے میں عرب و عجم ، ایشیا و و افریقہ کا کوئی امتیاز نہیں بلکہ دنیا میں جہاں کم یا زیادہ تعداد میں مسلم اقلیتیں موجود ہیں وہاں بھی دینی درس و تدریس کے تمام مراکز کی بنیاد عربی زبان ہے اور ہر زمان و مکان کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے مابین تحریری و تقریری رابطہ کی زبان رہی ہے اسلام نے عربی زبان کو ایشیا ، افریقہ اور یورپ کے دور دراز علاقوں تک مشتر کہ دینی زبان کی حیثیت سے غالب و رائج کر دیا ۔ اسلام اور عربی زبان کے اس تعلق باہم کے بارے میں اسرائیل و لفنسون لکھتے ہیں :

"ان الانقلاب العظیم الذی اصاب اللغة العربیة انما حدث عقب ظهور الاسلام فقد انقلبت الی لغة عالمیة تتکلم بها شعوب کثیرة جداً فقد نزح عرب الحضر والبادیة من اطراف الجزیرة تحت قیادة ابطال المسلمین الی جمیع نواحی المعمورة وفتحوا الممالک والامصار باسم الدین الحنیف فی زمن وجیز وکانت اللغة العربیة تسایرهم خطق خطوة فی جمیع البلاد التی انتشروا فیها وبسطوا

سلطانهم علیها"۱ .

ترجمہ : وہ انقلاب عظیم جس نے عربی زبان کو اپنی لپیٹ میں لیا ظہور اسلام کے بعد برپا ہوا - پس وہ ایک ایسی بین الاقوامی زبان کی صورت اختیار کر گئی جو بہت زیادہ اقوام بولتی ہیں - شہروں اور صحرا کے عرب اطراف جزیرۃ العرب سے مسلم سپوتوں کی قیادت میں آباد دنیا کے تمام اطراف میں گئے اور دین حنیف کے نام پر مختصر عرصہ میں بہت سے ممالک اور شہر فتح کر لیے عربی زبان ان تمام ممالک میں جن میں وہ پہنچے اور جن پر انہوں نے اپنا اقتدار پھیلایا قدم بقدم ان کے ہمراہ چلتی تھی -

پس عربی زبان ان تمام ممالک میں درس و تدریس کی زبان بنی جنھیں عرب مسلمانوں نے فتح کیا مثلاً مصر و اندلس نیز ان علاقوں میں بھی جہاں عرب تاجروں نے اسلام پہنچایا مثلاً انڈونیشیا و ملائشیا اور ان علاقوں میں بھی جہاں غیر عرب مسلمانوں نے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا مثلاً بر صغیر پاک و ہند - عصر حاضر میں بھی یہی پورے عالم اسلام کے مدارس اسلامیہ کی بنیادی زبان ہے اور یہی مسلمانوں کے مشترکہ نظام تعلیم کا ذریعہ بننے کی اہلیت رکھتی ہے - یہی دینی و دنیاوی تعلیم کو مربوط کر کے ابتدائی ، ثانوی اور اعلی تعلیم کے مثالی اداروں کی تشکیل و ترقی کا مشترکہ ذریعہ بن سکتی ہے - اس عمل کا آغاز بائیس عرب ممالک میں ہو چکا ہے - اور بقیہ مسلم ممالک بھی بتدریج اس جانب قدم بڑھا رہے ہیں -

۹- لغۃ الشرق الاوسط

مشرق وسطیٰ عالمی اہمیت کا حامل خطہ ہے جو سیاسی جغرافیائی ، معاشی ، تجارتی ، مذہبی ، ثقافتی اور دیگر وجوہات کی بناء پر مرکزی اہمیت کا حامل ہے اس خطے میں بہت سے عرب ممالک واقع ہیں - علاوہ ازیں پاکستان ، ایران اور ترکیہ بھی مشرق وسطیٰ ہی کا حصہ ہیں - ایران کا مشرق وسطیٰ میں ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں - پاکستان مشرقی حصہ کی علیحدگی سے پہلے بیک وقت مشرق وسطیٰ اور جنوب مشرقی ایشیا سے متعلق تھا تاہم ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش کی آزاد مملکت کے قیام کے بعد پاکستان جغرافیائی ، سیاسی ، ثقافتی ، تجارتی ہر لحاظ سے مشرق وسطیٰ کا حصہ ہے اور اس کا مستقبل اسی سے وابستہ ہے ترکیہ بھی عرصہ دراز تک براعظم ایشیا، عالم عرب ، مشرق وسطیٰ اور عالم اسلام سے برائے نام وابستگی کے بعد تغیر پذیر بین الاقوامی رجحانات اور علاقائی حالات کے نتیجے میں

۱- اسرائیل و لفنسون - تاریخ اللغات السامیۃ - ص ۲۱۳، ۲۱۵ -

اپنی اہمیت و حیثیت کا از سر نو تعین کر رہا ہے ۔ اور عملاً مشرق وسطیٰ سے براہ راست متعلق ایک اہم ملک کی حیثیت سے اپنی دلچسپیوں کا اظہار کر چکا ہے ، آر سی ڈی ، اسلامی کانفرنس ، اور دیگر اداروں میں بھر پور دلچسپی اس کا عملی ثبوت ہیں ایران جغرافیائی طور پر عراق اور خلیجی عرب ممالک سے اور ترکیہ عراق و شام سے متصل ہے ۔ پاکستان جغرافیائی طور پر اگرچہ مکران کے توسط سے خلیجی عرب ممالک سے کسی قدر متصل ہے مگر عملاً ایران و ترکیہ سے کہیں بڑھ کر مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک سے مربوط اور ہم آہنگ ہے نیز بحیرہ عرب کے فضائی اور بحری راستے سے سعودی عرب سے براہ راست متصل ہے ۔

مشرق وسطی کے عرب ممالک کی زبان عربی ہے ایران ، پاکستان اور ترکیہ میں بالترتیب فارسی ، اردو اور ترکی قومی زبانیں ہیں تاہم تینوں ممالک میں دینی حالات کے فرق و اختلاف کے باوجود حکومتیں عربی زبان کے فروغ کے لیے فیصلہ کن قدم اٹھا رہی ہیں اور عربی زبان اب عرب و عجم کے اختلاف سے قطع نظر مشرق وسطی کے تمام ممالک کی واحد مشترکہ زبان ہے ۔ اس سلسلے میں ایران ، پاکستان اور ترکیہ میں ماضی قریب میں کئے جانے والے اقدامات کی تفصیل سے عربی بحیثیت لغة الشرق الاوسط کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں دینی درس و تدریس کے ان ممالک میں موجود ہزاروں تعلیمی اداروں کے علاوہ بھی عربی زبان کی اہمیت تسلیم کی جا رہی ہے مثلاً اسلامی جمہوریہ ایران کے نئے دستور میں جو ۱۹۷۹ء میں منظور کیا گیا ۔ فارسی کے ساتھ ساتھ دورہ متوسطہ میں (یعنی ساتویں سے بارہویں جماعت تک) عربی کو بھی لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے ۔ دستور کے الفاظ یہ ہیں ۔

> ''از آنجا کہ زبان قرآن و علوم و معارف اسلامی عربی است و ادبیات فارسی کاملاً با آن آمیختہ است این زبان باید پس از دورہ ابتدائی تا پایان دورہ متوسطہ در ہمہ کلاسہا و در ہمہ رشتہ ھا تدریس شود'' ۔

ترجمہ : عربی چونکہ قرآن اور علوم و معارف اسلامی کی زبان ہے ۔ نیز فارسی ادبیات میں بھی اس کی مکمل آمیزش ہے اس لیے دورہ ابتدائی کے بعد سے ثانوی تعلیم کے اختتام تک تمام درجوں اور شعبوں میں لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھائی جائے گی ۔

پاکستان

پاکستان میں ۱۹۸۲ء سے شروع ہونے والے تعلیمی سال سے عربی زبان کو

۱۔ قانون اساسی جمہوری اسلامی ایران تہران آبان ماہ ۱۳۵۸ ۔ چاپخانہ شورائی ملی جمہوری اسلامی ایران ۔ فصل دوم اصل شانزدہم ص ۲۰ ۔

چھٹی سے دسویں جماعت تک اور بعد ازاں ایف اے تک لازمی تعلیمی مضمون قرار دینے کا اعلان کیا گیا گویا سات سال تک عربی کی تعلیم لازمی ہوگی -

''صدر القرار الرئاسی القاضی بجعل اللغة العربیة مادة اساسیة فی جمیع مدارس الباکستان ابتداء من الصف السادس الی الصف الثانی عشر وینفذ هذا القرار من ابریل ١٩٨٢م''١ -

ترجمہ : وہ صدارتی حکم جاری ہوا جس کی رو سے عربی زبان پاکستان کے تمام اسکولوں میں چھٹی سے بارہویں جماعت تک لازمی مضمون ہوگی - اس فیصلہ کا نفاذ اپریل ١٩٨٢ء سے کیا جائے گا -

عملاً اس وقت پاکستان کے ثانوی مدارس میں چھٹی ، ساتویں اور آٹھویں جماعت میں عربی زبان بالعموم پڑھائی جا رہی ہے - ٨٢-٨٣ء ، ٨٣-٨٤ء ، اور ٨٤-٨٥ء کے تعلیمی سالوں میں عربی بالترتیب چھٹی ، ساتویں اور آٹھویں جماعت میں رائج ہو چکی ہے اور بہت سے مدارس میں ٨٥-٨٦ء میں آٹھویں جماعت میں پہنچے گی - تینوں جماعتوں کی کتب مرکزی حکومت کی جانب سے تیار کروا کر نافذ کی جا چکی ہیں اور تمام تر رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود آئندہ چند سالوں میں عربی چھٹی سے بارہویں جماعت تک سات سالہ تعلیم میں جاری و ساری ہونے کا کافی امکان موجود ہے - بلکہ پرائمری کی پانچ جماعتوں میں بھی ناظرہ قرآن اور دینیات کی تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے عربی زبان کی ایسی درس و تدریس لازمی قرار پانا ناگزیر ہے جو بیک وقت فہم قرآن اور جدید ضروریات کی مستحکم بنیاد ثابت ہو - نیز اسلام آباد میں اسلامک یونیورسٹی کا قیام جہاں عربی ہر شعبہ میں لازمی اور ذریعہ تعلیم ہے اور دینی مدارس کی اعلی سند کو ایم - اے عربی و اسلامیات کے برابر سرکاری طور پر تسلیم کرنا فروغ عربی کے سلسلے میں اہم اقدامات ہیں - آزاد کشمیر - یونیورسٹی نے تو بی - اے میں بھی عربی کو لازمی مضمون قرار دے دیا ہے اور گزشتہ چند سال سے اس پر عملدرآمد جاری ہے نیز اس جامعہ کی تمام اسناد بیک وقت تین زبانوں یعنی عربی اردو اور انگریزی پر مشتمل جاری کی جا رہی ہیں -

ترکیہ

ترکیہ میں ٨٤-٨٥ء کے تعلیمی سال سے عربی زبان کو ان اختیاری غیر ملکی زبانوں میں شامل کر لیا گیا ہے جن میں سے کوئی ایک زبان پڑھنا ثانوی سطح پر ہر ترک طالب علم کے لیے لازمی ہے - اب وہ ترکی لازمی کے علاوہ غیر ملکی

١- الدکتور محمود محمد عبداللہ ''اللغة العربیة فی پاکستان'' ص ١٢٦ -

زبان کے طور پر انگریزی ، فرانسیسی یا جرمن کی طرح عربی کو بھی اختیار کر سکتا ہے - اس سلسلے میں قابل اعتماد عرب مجلوں کے حوالے سے دو خبریں درج ذیل ہیں -

تعلیم العربیہ فی ترکیة

''اصبحت العربیة الغة اختیاریة فی مدارس وزارة التربیة والتعلیم الترکیة . کالا نکلیزیة والفرنسیة ، ولتشجیع تعلیم العربیة وزعت وزارة التربیة والتعلیم الترکیة وثیقة رسمیة علی جمیع العاملین فی مؤسساتها تحثهم علی ضرودة الاهتمام بها ، و وعدت اولئک الذین بجیدونها فی فترة زمنیة وجیزة بتحقیق فرص العمل لهم فی الاقطار العربیة''۱ .

ترجمہ : عربی بھی انگریزی اور فرانسیسی کی طرح ترکی کی وزارت تربیت و تعلیم کے اسکولوں میں اختیاری زبان بن گئی ہے اور عربی سیکھنے کی حوصلہ افزائی کے لیے ترکی کی وزارت تربیت و تعلیم نے اپنے ماتحت اداروں میں کام کرنے والے ملازمین میں ایک سرکاری سر کلر تقسیم کیا ہے جس میں اس کا اہتمام کرنے پر ابھارا گیا ہے اور جو افراد مختصر مدت مقررہ میں عربی زبان میں مہارت حاصل کر لیں گے ان کے لیے عرب ممالک میں ملازمت کے مواقع فراہم کرنے کے سلسلے میں وعدہ کیا گیا ہے -

دبئی کے مجلہ ''الاصلاح'' نے یہ خبر یوں دی ہے -

''اعلان رئیس التعلیم العالی فی ترکیہ - البرو فیسور (احسان دوغرامجی) ان اللغة العربیة ستدرس فی بعض الجامعات الترکیة خلال العام الدراسی ۱۹۸۴/۱۹۸۵ء وستکون من بین االلغات الاجنبیة التی یجب علی الطالب اختیار احدا ها لدراستها خلال السنوات الجامعیة ومن الجامعات التی ستدرس فیها العربیة . جامعة انقرة ، وجامعة الشرق الاوسط ، وجامعة حاجی تبه ، وجامعة البوسفور''۲ .

ترجمہ : ترکی میں اعلی تعلیم کے سر براہ ''پروفیسر احسان دوغرامچی'' نے اعلان کیا ہے کہ تعلیمی سیشن ۱۹۸۴-۱۹۸۵ء کے دوران میں ترکی کی بعض یونیورسٹیوں میں عربی زبان پڑھائی جائے گی اور یہ بھی ان غیر ملکی زبانوں

۱- مجلة اللسان العربی نصف سنویة العدد ۲۰ رباط المملکة المغربیة ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳م ، ص ۳۷۸ -

۲- مجلة الاصلاح الاسبوعیةدبئی الامارات العربیة المتحدة - السنة السابعة العدد ۸۱ صفر ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴م ص ۱۳

میں شامل ہوگی ۔ جن میں سے کسی ایک کو یونیورسٹی کی تعلیم کے سالوں میں پڑھنے کے لیے اختیار کرنا ہر طالب علم کے لیےلازمی ہے۔ جن یونیورسٹیوں کے تحت عربی کی تعلیم دی جائے گی ان میں یہ جامعات شامل ہیں انقرہ یونیورسٹی ، مڈل ایسٹ یونیورسٹی ، حاجی تبہ یونیورسٹی اور باسفور یونیورسٹی ۔''

آگے مزید لکھا ہے :

''صدر قرار وزیر التربیة والشباب الترکی (وھبی دنجلر) فی نیسان الماضی والذی یقضی بضم اللغة العربیة الی اللغات الاجنبیة. الانجلیزیة والفرنسیة والالمانیة . والتی یجب علی الطالب ان یختار احداھا لتکون اللسان الاجنبی الذی یتعلمه من الابتدائی حتی الثانوی والذی سیصار تنفیذہ مع مطلع العام الدراسی الحالی حیث اعدت البرامج اللازمة لذلک''[۱] .

ترجمہ : ترکی کے وزیر تربیت و نوجوانان ''وھبی دنجلر'' نے گزشتہ ماہ نیسان میں وہ حکم صادر کیا جس کی رو سے عربی زبان کو بھی ان غیر ملکی زبانوں انگریزی ، فرانسیسی اور جرمن کے زمرے میں شامل کر لیا گیا ہے جن میں سے کسی ایک کو غیر ملکی زبان کی حیثیت سے اختیار کرنا ہر طالب علم کے لیے لازمی ہے اور جسے وہ ابتدائی سے ثانوی تعلیم تک لازماً پڑھتا ہے ۔ اس حکم کا نفاذ موجودہ تعلیمی سیشن سے ہو جائے گا ۔ اور اس کے لیے ضروری انتظامات کر لیے گئے ہیں ۔

اس فیصلہ پر ماہرین کی رائے کے بارے میں مجلہ نے لکھا ہے ۔

''وصف کثیر من الاقتصا دیین والمورخین بالفائدة الکبری التی ستعود علی ترکیة من جراء تطبیقة کتطویر العلاقات الترکیة . العربیة ومحاولة تحقیق التراث العلمی الترکی الموجود فی المکتبات الترکیة والمخطوط بالخط العربی''[۲] .

ترجمہ : بہت سے ماہرین اقتصادیات اور ماہرین تاریخ نے ان عظیم فوائد کا ذکر کیا ہے جو اس فیصلہ کے نفاذ سے حاصل ہونگے ۔ مثلاً ترک ۔ عرب تعلقات میں اضافہ و ارتقاء اور ترکی کی لائبریریوں میں موجود عربی رسم الخط میں تحریر شدہ ترکی زبان کے علمی ورثہ سےاستفادہ و تحقیق کی کوشش۔ واضح رہے کہ بسویں صدی سے پہلے کی صدیوں کا تمام تر ترکی لٹریچر عربی رسم الخط میں تحریر شدہ ہے ۔ ان اقدمات سے بخوبی اندازہ

۱۔ مجلة الاصلاح دبئی نوبر ۱۹۸۴ء م ، ص ۲۳ ۔

۲۔ ایضاً ۔

لگایا جا سکتا ہے کہ عربی صرف عرب ممالک کی زبان نہیں بلکہ سیاسی، اقتصادی اور جغرافیائی وجوہ کی بناء پر مشرق وسطی اور اس سے متصل تمام ممالک کی مشترکہ زبان کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور مستقبل میں نہ صرف پاکستان، ایران اور ترکیہ میں ابتدائی ثانوی اور اعلی تعلیمی مدارج کی زبان کی حیثیت سے فروغ پذیر ہوگی۔ بلکہ افغانستان جہاں صدیوں سے عربی زبان و خط کے گہرے اثرات ہیں[1] نیز چینی و روسی ترکستان و وسط ایشیا میں بھی ثقافتی، جغرافیائی، سیاسی اور اقتصادی وجوہ کی بناء پر فروغ پائے گی۔ کیونکہ یہ تمام علاقے پاکستان، ایران اور ترکیہ کے حوالہ سے مشرق وسطی سے مربوط ہیں۔ اس سلسلہ میں بعض اقدامات کی ابتداء ہو چکی ہے۔ مثلاً سوویت یونین کی ریاست جارجیا کے بارے میں درج ذیل خبر ہے۔

"العربية لغة ثانية لطلاب جورجيا

فی جورجیا بالاتحاد السوفیتی بدات منذ خمس سنوات تجربة تدریس اللغة العربیة للطلاب منذ الصفوف الابتدائیة، ویقول قسطنطین تسیریتیلی صاحب الفکرة وسطبقها فی مدینة تبیلیسی أن دراسة اللغة العربیة ابان السنوات الدراسیة الجامعیة دراسة متعمقة متعذر۔ ولهذا قررنا بدء تدریسها منذ الصفوف الابتدائیة ولكن حتی الان باسلوب تجریبی.

أما سبب الاهتمام الجیورجی باللغة العربیة فعائد الی علاقات هذه الجمهوریة العریق بالبلدان العربیة وفی اللغة الجیورجیة كلمات كثیرة ذات اصل عربی اضافة الی أن عدداً كثیراً من المخطوطات هناك لا یمكن الاستفادة منها دون التعمق فی دراسة اللغة العربیة. هذا ویتم التدریس فی الصف الاول الابتدائی تشفیها أما فی الصف الثانی فیدخل تعلیم الابجدیة والقراءة والكتابة.

وتاتی الاعوام التالیة لاستكمال المعرفة بحیث طلاب الصف الخامس یستطیعون التحدث بلغة عربیة صحیحة و ینشدون أغانی عربیة ویحفظون قصائد من الشعر"[2].

ترجمہ : جارجیا کے طلبہ کے لیے عربی بحیثیت ثانوی زبان

سوویت یونین کی ریاست جارجیا میں پانچ سال پہلے عربی زبان ابتدائی جماعتوں سے پڑھانے کے تجربہ کا آغاز کیا گیا۔ کانسٹنٹائین تسیریتیلی جو تبلیسی شہر میں اس تجویز کے محرک اور اسے عملی جامہ پہنانے

۱۔ ایک افغان طالب علم کے بقول افغانستان میں بھی چند سال پہلے عربی کو ثانوی تعلیمی زبانوں یعنی روسی، انگریزی، فرانسیسی اور جرمن کے زمرے میں شامل کیا گیا تھا جن میں سے کوئی ایک زبان پڑھنا ہر طالب علم کے لیے ضروری تھا موجودہ صورت حال مقالہ نگار کے علم میں نہیں۔

۲۔ مجلہ اللسان العربی۔ رباط ۔ ۱۹۸۳ء العدد ۲۰، ص ۳۷۹ ۔

والے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یونیورسٹی تعلیم کے سالوں میں عربی زبان کا عمیق مطالعہ ممکن نہیں اور اسی وجہ سے ہم نے اس کی ابتدائی جماعتوں سے تدریس کا فیصلہ کیا ہے مگر ابھی یہ تجرباتی طور پر کیا جا رہا ہے - جارجیا کے عربی زبان کو اہمیت دینے کی وجہ اس جمہوریہ کے عرب ممالک سے گہرے تعلقات ہیں نیز جارجی زبان میں بہت سے عربی الاصل الفاظ ہیں مزید یہ کہ وہاں کثیر تعداد میں موجود قلمی نسخوں سے عربی زبان کے گہرے مطالعہ کے بغیر استفادہ ممکن نہیں - پرائمری کی پہلی جماعت میں پوری تدریس زبانی کی جاتی ہے اور دوسری جماعت میں حروف ابجد اور لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے - پھر آنے والے سالوں میں عربی سے واقفیت کی تکمیل ہوتی ہے اور پانچویں جماعت کے طلبہ صحیح عربی زبان میں گفتگو کر سکتے ہیں - عربی نغمے گاتے ہیں اور شعری قصیدے یاد کر لیتے ہیں -

چینی ترکستان میں بھی مذہبی ، سیاسی ، جغرافیائی اور دیگر وجوہ کی بناء پر عربی زبان و رسم الخط پر عائد بہت سی پابندیاں چینی حکومت کی جانب سے ختم کی جا رہی ہیں - چینی ترکستان کے بارے میں نوائے وقت میں شائع شدہ ایک مضمون میں درج ہے :

"Significantly the Pinyin alphabet, which was intended to make the Arabic Script Obsolete, is being abandoned for most purposes."[1]

ترجمہ : نمایاں بات یہ ہے کہ پن ین حروف جن کا مقصد عربی رسم الخط کو متروک بنانا تھا اکثر مقاصد کے لیے اب ترک کیے جا رہے ہیں -

مزید لکھا ہے کہ :

"Copies of the Quran and books on the Hadith are now freely available. Islamic teaching and instruction in Arabic is also allowed. Plans are underway to open an Islamic University in Urumgi, perhaps in 1985 "[2]

ترجمہ : قرآن کے نسخے اور کتب حدیث اب کھلم کھلا ملتی ہیں - عربی میں اسلامی تعلیم و تربیت کی بھی اجازت دے دی گئی ہے اور اورمچی میں

۱- مضمون بحوالہ "عریبیا" لندن بعنوان
"The battle for hearts and minds in the heart of Asia".
مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۴ دسمبر ۱۹۸۴ء -

۲- ایضاً -

ایک اسلامی یونیورسٹی کھولنے کے منصوبے بھی روبعمل ہیں جو غالباً ۱۹۸۵ء میں قائم کر دی جائے گی -

مسجدیں جو وہاں عربی کی درس و تدریس کے اہم مراکز ہیں ان کے بارے میں اسی مضمون میں درج ہے :

"Mosques have been reopened and repaired. Kashghar prefecture alone can boast of some 5,000 working mosques."[1]

ترجمہ : مسجدیں دوبارہ کھول دی گئی ہیں اور ان کی مرمت کی گئی ہے - صرف تنہا کاشغر کا علاقہ اس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ اس میں پانچ ہزار زیر استعمال مساجد ہیں -

مضمون نگار نے اسلام اور عربی زبان و خط کے سلسلے میں سرکار کے مصالحانہ اقدامات کے سیاسی و جغرافیائی پس منظر کا جو تجزیہ کیا ہے اس سے اتفاق یا اختلاف سے قطع نظر یہ حقیقت ثابت ہو جاتی ہے کہ ان اقدامات کا سبب کسی حد تک گرد و پیش کے ممالک اور مشرق وسطی کے بدلتے ہوئے حالات و رجحانات بھی ہیں - اور مستقبل اس امکان کی تائید کرتا نظر آتا ہے کہ عربی عرب ممالک کے علاوہ مذکورہ سابقہ چھ ممالک و علاقوں میں بھی خاصی حوصلہ افزا رفتار سے اپنائی جا رہی ہے - نیز یہاں کی مقامی زبانوں اور رسم الخط پر عربی کے گہرے اثرات بھی عربی کی اہمیت میں روز بروز اضافہ کر رہے ہیں -

۱۰- لغة العالم العربی

بیسویں صدی عیسوی کے ربع آخیر اور پندرھویں صدی ھجری کے ابتدائی سالوں میں عربی زبان بائیس عرب ممالک کی سرکاری ، قومی ، تعلیمی ، دینی ، علمی اور رابطہ زبان کی حیثیت اختیار کر چکی ہے - ان عرب ممالک کی بڑی تعداد ماضی قریب ہی میں یکے بعد دیگرے مغربی استعمار کے تسلط سے آزاد ہوئی ہے اور انہوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ مغربی زبانوں کو عربی زبان سے بدل دیا ہے - تونس ، الجزائر اور مراکش میں فرانسیسی کی بجائے عربی رائج کی گئی ہے - لیبیا میں اطالوی کو عربی سے بدل دیا گیا ہے - سعودی عرب ، کویت ، قطر ، بحرین ، اومان ، متحدہ عرب امارات ، شمالی و جنوبی یمن اور مصر و سوڈان میں انگریزی کے غلبہ و تسلط کو عربی نے کامیابی کے ساتھ ختم کر دیا ہے - اردن ، شام ، لبنان اور عراق میں بھی آزادی کے بعد انگریزی وغیرہ کی جگہ عربی اپنائی جا چکی ہے - موریطانیہ ، صومالیہ ، جیبوتی اور جزر القمر جیسے عرب لیگ میں شامل ہونے والے

۱- مضمون بحوالہ "عریبیا" لندن بعنوان "The battle for hearts and minds in the hearts of Asia" مطبوعۃ روز نامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء

ممالک بھی اسی راہ پر گامزن ہیں - بطور مجموعی اب عرب ممالک میں انگریزی و فرانسیسی وغیرہ کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ بالعموم ثانوی سطح پر یہ ایک لازمی مضمون ہیں یا یونیورسٹی سطح کی تعلیم کے بعض فنی و خصوصی شعبوں مثلاً میڈیکل ، انجنیرنگ ، ایم ایس سی وغیرہ میں ایک حد تک ذریعہ تعلیم ہیں - تاہم ان شعبوں میں بھی بعض ممالک میں عربی ذریعہ تعلیم کے اعلیٰ تعلیمی ادارے قائم ہو چکے ہیں اور مغربی زبانیں اعلیٰ سائنسی تعلیم میں جزوی ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے بھی محروم ہوتی نظر آ رہی ہیں -

تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق عرب ممالک کے نام درج ذیل ہیں :

۱- سعودی عرب ۲- کویت ۳- متحدہ عرب امارات ۴- قطر ۵- بحرین
۶- اومان ۷- شمالی یمن ۸- جنوبی یمن ۹- عراق ۱۰- شام ۱۱- اردن
۱۲- لبنان ۱۳- مصر ۱۴- سوڈان ۱۵- لیبیا ۱۶- تونس ۱۷- الجزائر
۱۸- مراکش ۱۹- موریطانیہ ۲۰- صومالیہ ۲۱- جیبوتی ۲۲- جزر القمر (کوموروآئی لنیڈز)

ان ممالک کے اتحاد و وحدت کی اہم بنیاد فصیح عربی زبان یا اللغة العربية الفصحی ہے - مختلف رنگ و نسل اور علاقہ و ملک سے تعلق رکھنے والے باشندے عرب ممالک میں موجود ہیں - مگر ایک وحدت لسانی کے حامل ہیں - نیز یہ تمام ممالک مسلم اکثریت کے ملک ہیں - اگرچہ ان ممالک کے ملکی و مقامی لہجے یا بولیاں ایک دوسری سے کافی مختلف ہیں مگر ان سب نے قرآن و حدیث اور شعر جاہلی پر مبنی فصیح عربی زبان کو سرکاری، تعلیمی، قومی، علمی، ادبی اور دیگر ہر قسم کی ضروریات کے لیے اپنی زبان قرار دیا ہے - عربی زبان کے اساس اتحاد ہونے کی جانب فلپ کے حتی نے یوں اشارہ کیا ہے :

"Arab nationalism started from a wide base-the thesis that all Arabic-speaking peoples were one nation."[1]

چونکہ یہ اساس اتحاد بہت سے افریقی ممالک کے لیے قابل قبول ہے اس لیے وہ یکے بعد دیگرے جغرافیائی ، ثقافتی اور دیگر وجوہات کی بناء پر عرب لیگ میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں - اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ عرب لیگ کے رکن ممالک کی تعداد بائیس سے بھی تجاوز کر جائے گی - اس طرح عربی زبان کا دائرہ اثر سرکاری ، قومی اور تعلیمی سطح پر فروغ پذیر ہے -

1. Philip K. Hitti—History of the Arabs-Mac Millan & Co. Ltd. London 1956, p. 755.

۱۱- لغة العالم الاسلامی

مشرق وسطی اور عالم عرب کی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ پورے عالم اسلام میں عربی زبان کو بڑی اہمیت حاصل ہے - عربی زبان کے مسلمانوں سے دائمی تعلق کے بارے میں مشہور مصری ادیب ڈاکٹر طہٰ حسین ''فی الادب الجاہلی'' میں لکھتے ہیں :

''فقد کانت اللغة العربیة الفصحی لغة هذا الدین الجدید ولغة کتابه المقدس ولغة حکومته الناشئة القویة فأصبحت لغة رسمیة للعرب ثم أصبحت لغة ادبیة لهم کما أصبحت بعد الفتح لغة رسمیة ثم لغة ادبیة للدول الاسلامیة کلها وفیها من نعرف من الشعوب المختلفة والاجیال المتباینة وفیها من سبق العرب الی حضارة باهرة وسلطان عظیم''[۱] -

ترجمہ : ''فصیح عربی زبان اس دین جدید اور اس کی کتاب مقدس کی زبان تھی - نیز اس کی پروان چڑھتی ہوئی طاقتور حکومت کی زبان تھی - پھر وہ عربوں کی سرکاری اور بعد ازاں ان کی ادبی زبان قرار پائی - جیسا کہ فتوحات کے بعد تمام اسلامی ممالک کی پہلے سرکاری اور پھر ادبی زبان بن گئی- ان ممالک میں ہمارے جانے پہچانے مختلف اقوام اور الگ الگ نسلوں کے لوگ ہیں اور ان میں وہ قومیں بھی شامل ہیں جنھیں خیرہ کن تہذیب اور اقتدار عظیم کے معاملے میں عربوں پر سبقت حاصل ہوئی -

عصر جدید میں عربی زبان کی وسعت اور اہمیت کے بارے میں مشہور عرب مسیحی مؤرخ جرجی زیدان لکھتے ہیں :

''اذا نظرت الی الخریطة الیوم رایت الناطقین باللغة العربیة منتشرین فی غربی البحر المتوسط وجنوبیه الی الشام والعراق وما بین النهرین وفی جزیرة العرب وفی مصر وطرابلس الغرب وتونس والجزائر ومراکش وعلی شواطئ البحر الاحمر - وفی السودان وغیرها من اواسط افریقیا وعلی شواطئ افریقیا الشرقیه وغیرها غیر الذین یتعلمون العربیة للمعاملات الدینیة ، وهم المسلمون فی اکثر انحاء المعمورة فی فارس وخراسان وافغانستان وترکستان والهند والصین وجزائر الهند الشرقیة وسائر البلاد التی دخلها الاسلام فی القارات الخمس''[۲] -

ترجمہ : آج کے دور میں اگر تم نقشہ پر نگاہ ڈالو تو عربی زبان بولنے والوں کو

۱- طه حسین - فی الادب الجاهلی ، دارالمعارف مصر ، ۱۹۲۷ء ، ص ۱۱۳ -

۲- جرجی زیدان - تاریخ اداب اللغة العربیة ، دار مکتبة الحیاة ، بیروت ۱۹۶۷ء ، ج ۱ ص ۴۲ -

بحر متوسط کے مغربی اور جنوبی اطراف میں شام و عراق وما بین النهرين تلک ، جزيرة العرب میں ، مصر ، طرابلس الغرب ، تونس ، الجزائر اور مراکش میں - بحر احمر کے ساحلوں سودان اور وسطی افریقہ کے دیگر علاقوں میں - مشرقی افریقہ کے سواحل اور دیگر مقامات پر پھیلا ہوا پاؤ گے - نیز وہ لوگ ان کے علاوہ ہیں جو دینی معاملات کے لیے عربی سیکھتے ہیں - وہ ہیں مسلمان جو اکثر اطراف معمورہ میں آباد ہیں - فارس ، خراسان ، افغانستان ، ترکستان ، ہندوستان ، چین ، جزائر شرق الهند اور پانچوں براعظموں کے ان تمام ممالک میں جن میں اسلام داخل ہوا -

پس دور جدید میں عربی زبان عالم عرب کے علاوہ دینی و ثقافتی لحاظ سے بقیہ عالم اسلام کی بھی زبان ہے - یہی وجہ ہے کہ پینتالیس مسلم مالک پر مشتمل ''منظمة المؤتمر الاسلامی'' یعنی اسلامی کانفرنس کی تنظیم نے عالم اسلام کی تمام زبانوں میں سے صرف ''عربی زبان'' کو اپنی سرکاری زبان قرار دیا ہے جو بائیس عرب مسلم ممالک کی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ بقیہ مسلم ممالک کی بھی دینی زبان ہے - عربی کے علاوہ فی الحال ضرورتاً انگریزی اور فرانسیسی بھی اسلامی کانفرنس کی سرکاری زبانیں ہیں - کیونکہ اکثر مسلم ممالک میں برطانیہ یا فرانس کی سابقہ نو آبادیاں ہونے کی وجہ سے یہ دو زبانیں رائج رہی ہیں اور اب تک لازمی تعلیمی مضمون نیز بعض جگہ سرکاری زبان ہیں - تاہم جوں جوں عربی زبان مسلم ممالک میں اپنائی جا رہی ہے - مخصوص شعبوں میں اعلی تعلیم کے علاوہ تمام دائرہ ہائے حیات میں انگریزی یا فرانسیسی وغیرہ کی سرکاری ، تعلیمی اور عمومی حیثیت بتدریج ختم ہوتی جا رہی ہے جس کی چند مثالیں تونس ، الجزائر ، مراکش اور ایران میں عربی کا فروغ اور فرانسیسی کا زوال ہیں -

بائیس عرب مسلم ممالک اور مشرق وسطی سے متعلق غیر عرب مسلم ممالک کے بارے میں گزشتہ صفحات میں عربی زبان کے حوالہ سے تفصیلی بحث ہو چکی ہے - بقیہ عالم اسلام میں انڈونیشیا ، بنگلہ دیش اور نائجیریا آبادی اور جغرافیہ کے لحاظ سے اہم ترین مسلم ممالک ہیں - جن کی مجموعی آبادی (۱۶ - ۹ - ۹) چونتیس کروڑ کے لگ بھگ ہے - چنانچہ سب سے پہلے ان تین ممالک میں عربی زبان کی صورت حال جاننا انتہائی اہم ہے -

۱- انڈونیشیا

انڈونیشیا کی سولہ کروڑ آبادی کی غالب اکثریت مسلمان ہے اور اس کے طول و عرض میں ہزاروں عربی اسلامی مدارس کا جال بچھا ہوا ہے - نیز ملک بھر

میں دنیاوی تعلیم کے ایسے بے شمار ابتدائی اور ثانوی مدارس موجود ہیں جن میں ''محمدیۃ'' ''نہضۃ العلماء'' اور دیگر تنظیموں کے زیر اہتمام ابتداء ہی سے عربی و اسلامیات کی حتی الامکان تعلیم دی جاتی ہے ۔ علاوہ ازیں ہزاروں انڈونیشی طلبہ مصر، سعودی عرب اور دیگر ممالک میں عربی و اسلامی علوم کی اعلی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ اور لاتعداد فارغ التحصیل ہو کر انڈونیشیا میں عربی و اسلام کی درس و تدریس کا کام کر رہے ہیں ۔ انڈونیشیا کے مختلف شہروں میں ''گورنمنٹ اسلامک یونیورسٹی'' کے نام سے دینی علوم کے بیس کے قریب اعلی تعلیمی ادارے قائم ہیں جن کے طلبہ کی مجموعی تعداد ہر سال چار تا پانچ ہزار ہوتی ہے ان جامعات کے تمام شعبوں میں عربی زبان کو لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہے ۔

تمام تر مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود انڈونیشیا میں وسیع پیمانے پر عربی زبان کی ترویج و اشاعت جاری ہے جس سے لاکھوں انڈونیشی کسی نہ کسی شکل میں استفادہ کر رہے ہیں ۔ علاوہ ازیں انڈونیشیا کے ابتدائی و ثانوی سرکاری اسکولوں میں اسلامیات پڑھائی جاتی ہے جس میں عربی کی کافی مقدار قرآن و حدیث وغیرہ کے حوالہ سے موجود ہے ۔ دینی وجوہات کے علاوہ انڈونیشیا کے عرب ممالک سے بڑھتے ہوئے تجارتی ، تعلیمی ، اقتصادی اور ثقافتی روابط اور اسلامی کانفرنس میں سرگرم کردار کی بناء پر اب اعلی سرکاری و غیر سرکاری حلقے عربی کی تجارتی ، افریشیائی اور بین الاقوامی اہمیت بھی تسلیم کرتے ہیں ۔ اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ چند سال پہلے عربی کو بھی ان اختیاری زبانوں میں شامل کر لیا گیا ہے جن میں سے کسی ایک کو انڈونیشی زبان کے ساتھ دوسری زبان کے طور پر سیکھنا ثانوی تعلیم کے چند سالوں میں لازم ہے اس مجموعہ میں اب یہ زبانیں شامل ہیں : ۱۔ عربی ۲۔ انگریزی ۳۔ فرانسیسی ۴۔ جرمن اور ۵۔ ڈچ ۔ مستقبل میں اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی و ثانوی تعلیم میں عربی کو الگ سے لازمی مضمون قرار دے دیا جائے ۔ اور اسلامیات کی موجودہ لازمی تعلیم کو اس سے مربوط کر دیا جائے ۔ [1]

انڈونیشیا میں اعلی عربی و اسلامی تعلیم کے جو ادارے موجود ہیں ان کے معیار کا اندازہ لگانے کے لیے مشرقی جاوا میں کونتور کے مقام پر ایک جدید تعلیمی ادار ''فندق مودرن'' یا ''المعہد العصری'' ایک اہم مثال ہے جس کے کلیۃ المعلمین الاسلامیہ کی ثانویہ کی سند مصر و سعودی عرب کے ثانوی مدارس کی سند کے برابر

۱۔ انڈونیشیا کے بارے میں مذکورہ بالا اکثر معلومات انڈونیشی طالبعلم جناب احمد ہدایت اللہ کے حوالہ سے ہیں جو جامعۃ پنجاب کے شعبۃ عربی میں ''انڈونیشیا میں عربی زبان'' کے زیر عنوان پی ۔ ایچ ۔ ڈی کر رہے ہیں ۔

تسلیم کی جا چکی ہے[1] - اور حال ہی میں اس کی ثانویہ کے بعد چار سال کی اعلی تعلیم کی سند بھی مصر کی بی - اے کی ڈگری ''اللیسانس'' کے برابر تسلیم کر لی گئی ہے -

''وفی عام ۱۹۸۱ء صدر قرار رئیس المجلس الاعلی للجامعات بجمهوریة مصر العربیة رقم ۳۲ بتاریخ ۱/۱۲/۱۹۸۱ء بمعادلته درجة البکالوریوس من کلیة اصول الدین بجامعة دارالسلام (کونتور فونوروکو - اندونیسیا) بدرجة اللیسانس التی تمنحها کلیة دارالعلوم بجامعة القاهرة''[2] -

ترجمہ : ۱۹۸۱ء میں عرب جمہوریہ مصر کی یونیورسٹیوں کی سپریم کونسل کے سربراہ کا یہ فیصلہ صادر ہوا جس کا نمبر ۳۲ مورخہ ۱/۱۲/۱۹۸۱ء تھا کہ جامعہ دارالسلام (کونتور فونو رو کو-اندونیسیا) کےکلیة اصول الدین کی ڈگری بی- اے کی اس ڈگری (لیسانس) کے برابر قرار دے دی گئی جو قاہرہ یونیورسٹی کا کلیة دارالعلوم عطا کرتا ہے -

اس انسٹیٹیوٹ میں اس‌وقت ۱۹۰۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں جن کا تعلق دیگر ممالک سے بھی ہے :

''بلغ عدد طلبة المعهد الیوم الفاً وتسعمائه طالب (۱۹۰۰) من جمیع مقاطعات الجمهوریة الاندونیسیا ومن الدول المجاورة - والطلبة الاجانب الذین درسوا فی المعهد أو مازا لوا یدرسون فیه یأتون من استرالیا وما لیزیا وتایلاند وسانج والیابان وسورینا ما وسراوک''[3] -

ترجمہ : انسٹیٹیوٹ کے طلبہ کی تعداد آج ۱۹۰۰ تک پہنچ گئی ہے جو جمہوریہ انڈونیشیا کے تمام علاقوں اور ہمسایہ ممالک سے تعلق رکھتے ہیں - غیر ملکی طلبہ جو اس انسٹیٹیوٹ میں تعلیم پا چکے ہیں یا اب اس میں پڑھ رہے ہیں - آسٹریلیا ، تھائی لینڈ ، سانج ، جاپان ، سورینام اور سراوک سے تعلق رکھتے ہیں -

اس تعلیمی ادارہ کے اساتذہ کی تعداد اس وقت ۱۷۵ ہے جو عالمی شہرت کی حامل جامعات سے فارغ التحصیل ہیں :

''بلغ عدد المدرسین بمدرسة کلیة المعلمین الاسلامیة وجامعة دارالسلام بهذا

۱- ملاحظہ ہو فندق مودرن - البیان الموجز عن فندق مودرن ، اندونیسیا کونتور فونو روکو ۱۹۸۳ء ، ص ۳ -

۲- ایضاً ، ص ۵ ، ٦ -

۳- ایضاً ص ٦

المعهد مائة وخمسة وسبعون (۱۷۵) مدرساً ومعهم مؤهلات من جامعة القاهرة وجامعة عين شمس وجامعة الازهر بمصر ، والجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة بالمملكة العربية السعودية وجامعة ما نتشتير ببريطانية والجامعة الاسلامية الحكومية باندونيسيا والجامعة الحكومية باندونيسيا وجامعة دارالسلام وكلية المعلمين الاسلاميه بالمعهد''[1] ۔

ترجمہ : اس انسٹیٹیوٹ کے مدرسۃ کلیۃ المعلمین الاسلامیۃ اور جامعۃ دارالسلام کے اساتذہ کی تعداد ایک سو پچھتر (۱۷۵) تک پہنچ گئی ہے ۔ جن کے پاس مصر کی قاہرہ یونیورسٹی ، عین شمس یونیورسٹی اور جامعۃ الازہر ، سعودی عرب کی اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ ، برطانیہ کی مانچسٹر یونیورسٹی ، انڈونیشیا کی گورنمنٹ اسلامک یونیورسٹی ، گورنمنٹ یونیورسٹی ، جامعہ دارالسلام و انسٹیٹیوٹ کے کلیۃ المعلمین الاسلامیۃ کی ڈگریاں ہیں ۔

یہ ادارہ تقریباً ساٹھ برس سے عربی و اسلامی علوم کی ترویج کر رہا ہے ۔

تاریخ تاسیسہ

''۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ ویعادل ۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء اسسہ فضیلۃ الشیخ الحاج احمد سھل ، وکان یساعدہ اخواہ فضیلۃ الحاج زین الدین فنانی وفضیلۃ الشیخ امام زرکشی''[2] ۔

اس کی تاریخ تاسیس

ترجمہ : ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ بمطابق ۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء اس کی بنیاد فضیلۃ الشیخ حاجی احمد سھل نے رکھی اور ان کے دو بھائی جناب حاجی زین الدین فنانی اور فضیلۃ الشیخ امام زرکشی ان کے معاون تھے ۔

۲۔ بنگلہ دیش

۹ کروڑ آبادی کے ملک بنگلہ دیش میں ہزاروں عربی اسلامی مدارس قائم ہیں اور ان مدارس کا فکری تعلق دارالعلوم دیو بند سے جا ملتا ہے ۔ ان مدارس سے لاکھوں طلبہ تعلیم حاصل کر چکے ہیں ۔ یا زیر تعلیم ہیں علاوہ ازیں بنگلہ دیشی طلبہ مصر و سعودیہ کی اسلامی جامعات نیز دارالعلوم دیوبند وغیرہ میں بھی بڑی تعداد میں زیر تعلیم ہیں ۔ بنگلہ دیش میں دینی مدارس کا نظام بڑا مربوط اور

۱۔ فندق سودرن ۔ البیان الموجز ، ص ۷ ۔

۲۔ ایضاً ، ص ۳ ۔

معیار اعلیٰ ہے - حال ہی میں بنگلہ دیش کی حکومت نے ہر مسجد میں قرآن مجید کی تعلیم کے لیے ملک بھر میں سرکاری طور پر اساتذہ بھرتی کرنے کا اعلان کیا ہے اور اطلاعات کے مطابق اس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے - چند سال قبل حکومت نے اسکول کی سطح پر بعض جماعتوں میں عربی لازمی قرار دینے کا تعلیمی پالیسی میں اعلان کیا اگرچہ اس پر ابھی عملدرآمد نہیں ہوا مگر اس سے بنگلہ دیش کے اعلیٰ سرکاری حلقوں میں عربی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے - ڈھاکہ میں سعودی عرب و اسلامی کانفرنس کے تعاون سے حال ہی میں ایک عظیم الشان عربی اسلامی یونیورسٹی قائم کی گئی ہے جہاں اسلامی علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم دی جائے گی - ڈھاکہ میں اسلامی وزراء خارجہ کی کانفرنس کا انعقاد، عربوں سے بڑھتے ہوئے تجارتی و اقتصادی روابط، اسلامی کانفرنس میں سرگرم کردار ادا کرنے کی خواہش اور عربی کی بین الاقوامی اہمیت کے پیش نظر اس بات کا کافی امکان موجود ہے کہ بنگلہ اور انگریزی کے ساتھ ساتھ عربی کو عملاً بھی اسکولوں میں لازمی زبان قرار دیدیا جائے گا اور اقتدار خواہ کسی فرد یا جماعت کا ہو عربی ایک ناگزیر ضرورت قرار پائے گی -

۳- نائجیریا

نائجیریا ۹ کروڑ باشندوں پر مشتمل سب سے بڑا افریقی ملک ہے جس کی آبادی کی غالب اکثریت مسلمان ہے یہ مسلم اکثریت زیادہ تر شمالی نائجیریا سے تعلق رکھتی ہے - اہم ملکی زبانیں ہاؤسا، فولانی وغیرہ ہیں - جن پر عربی زبان کے گہرے اثرات ہیں - عربی الفاظ ان زبانوں میں کم و بیش پچاس فی صد ہیں :

''مابین ۳۰ و ۵۰ % کما هو الحال فی لغات الهاوسا و الکانوری و الفولانی''۔۱

عربی کی اس لسانیاتی اہمیت کے علاوہ بھی عربی زبان وسیع پیمانے پر بولی اور سمجھی جاتی ہے - عربی دینی مدارس کا وسیع سلسلہ بھی پورے نائجیریا میں پھیلا ہوا ہے - اس کے علاوہ اسکولوں کی سطح پر طویل عرصہ سے عربی کی درس و تدریس کو بڑی اہمیت حاصل ہے - اس سلسلے میں آزادی کے بعد مزید بڑے پیمانے پر کوششیں ہوئی ہیں - محمد جلال عباس اپنے مقالہ ''اللغة العربية فی افریقیا'' میں لکھتے ہیں کہ مغربی افریقی ممالک میں عوام کو خواندہ بنانے کے لیے جو کوششیں کی گئیں ہیں ان سے عربی کو کافی فروغ ملا ہے -

''وقامت الجمعیات الاسلامیة بتشجیع من بعض الحکومات بانشاء مدارس

۱- محمد جلال عباس - اللغة العربیة فی افریقیة مطبوعة مجلة رابطة العالم الاسلامی مکة، دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۴۲ -

ثانویه لتهیئة الفرصة لابناء المسلمین المحرومین من الالتحاق بمدارس التنصیر التی کانت تمثل نسبة تزید علی نصف عدد المدارس الثانویة و أدخلت ضمن هذه المدارس اللغة العربیة والدراسات الاسلامیة کمواد اساسیة و اجباریة للامتحان فی الشهادة الثانویة لغرب افریقیة"[1]

ترجمہ : اسلامی تنظیموں نے حکومتوں کی جانب سے حوصلہ افزائی پر ہائی سکول کھولنے کا کام کیا تاکہ مسلمانوں کے ان بچوں کو تعلیم کا موقع فراہم کیا جا سکے۔ جو ان مشنری اسکولوں میں داخلہ سے محروم ہیں۔ جن کی تعداد کل ہائی اسکولوں کی تعداد کے نصف سے زائد ہے۔ ان اسکولوں میں عربی زبان اور اسلامیات کو مغربی افریقہ کے سیکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ امتحان کے لیے بنیادی اور لازمی مضمون کی حیثیت سے داخل نصاب کیا گیا۔

نائجیریا اور دیگر مغربی افریقی ممالک میں ابتدائی و ثانوی تعلیم میں عربی زبان کی تدریس کے بارے میں وہ مزید لکھتے ہیں :

"و الی جانب سیاسة تشجیع التعلیم الخاص فقد بدأت الدول تتبع طریقة خاصة لجذب مزید من ابناء المسلمین الی مدارس التعلیم العام الحکومیة کما حدث فی نیجیریا و الکمرون۔ و ذالک بوضع اللغة العربیة والدین الاسلامی کمادتین رئیسیتین فی التعلیم الابتدائی حتی لا یحجم المسلمون عن ارسال ابناءهم الی هذه المدارس الحکومیة التی کانوایقاطعونها فی عهد الاستعمار خشیة أن تؤثر علی عقیدة ابناء هم کما أن معظم المدارس الثانویة الحکومیة فی المناطق الاسلامیة بل و فی المناطق التی بها أقلیات اسلامیة قد أنشأت فصولاً تدرس فیها اللغة العربیة والدین الاسلامی کمواد مؤهلة لامتحان شهادة الثانویة لغرب افریقیا"[2]

ترجمہ : خصوصی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی سیاست کے ساتھ ساتھ ریاستوں نے ایک خصوصی طریقہ اختیار کرنا شروع کیا تاکہ عمومی تعلیم کے سرکاری اسکولوں کی جانب مسلمانوں کے مزید بچوں کو کھینچا جا سکے۔ جیسا کہ نائجیریا اور کیمرون میں ہوا وہ اس طرح کہ عربی زبان اور اسلامیات کو پرائمری تعلیم میں دو اساسی مضمونوں کی حیثیت دیدی گئی تاکہ مسلمان اپنے بچوں کو ان مدارس میں بھیجنے میں پس و پیش سے کام

۱۔ محمد جلال عباس "اللغة العربیة فی افریقیة"۔مطبوعة مجلة الرابطة ، مکة دسمبر ١٩٨٣ء ، ص ٧٥-٧٦ ۔

۲۔ ایضاً ، ص ٧٦ ۔

نہ لیں جن کا وہ سامراج کے دور میں اس خوف کی بناء پر بائیکاٹ کرتے تھے کہ کہیں یہ ان کے بچوں کے عقائد پر اثر انداز نہ ہوں نیز مسلم اکثریت کے علاقوں میں بلکہ ان علاقوں میں بھی جہاں مسلم اقلیتیں ہیں

سرکاری ہائی اسکولوں کی بڑی تعداد نے ایسی کلاسیں شروع کیں جن میں عربی زبان اور اسلامیات کی تدریس ایسے مضامین کے طور پر کی جاتی ہے جن کی بناء پر وہ مغربی افریقہ کے سیکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ امتحان کے لیے اہل قرار پاتے ہیں۔

مزید برآں نائجیریا کے صدیوں کے علمی سرمایہ کا وافر حصہ عربی زبان میں ہے اور تمام ملکی زبانیں استعمار سے پہلے تک عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھیں۔ ان زبانوں کا قدیم سرمایہ علمی عربی رسم الخط میں ہے اور آزادی کے بعد دوبارہ عربی رسم الخط کو اپنانے کی کوششیں خاصے بڑے پیمانے پر کی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں جلال عباس لکھتے ہیں :

''اما فی المناطق التی کانت خاضعة للاستعمار البریطانی فقد شاھدنا حرکة احیاء للحرف العربی نشطت فی الداخل و بخاصة فی نیجیریا''۔[۱]

ترجمہ : ان علاقوں کے اندر جو برطانوی سامراج کے زیر تسلط تھے ہم نے عربی رسم الخط کے احیاء کی تحریک کو پھلتے پھولتے دیکھا ہے۔ بالخصوص نائجیریا میں۔

پس نائجیریا میں عربی زبان کے وسیع اثر و نفوذ ، تعلیم و تعلم ، ملکی زبانوں پر گہرے اثرات ، ماضی کے علمی سرمایہ سے استفادہ ، نائجیریا کے مختلف اللسان گروہوں کے مابین عوامی سطح پر رابطہ لسانی اور عرب و مسلم ممالک سے بڑھتے ہوئے روابط کی بناء پر عربی کا مستقبل میں نائجیریا کی سرکاری و قومی زبان اور ذریعہ تعلیم قرار پانا غیر متوقع نہیں اور عملاً اب بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

نائجیریا میں عربی زبان کے وسیع استعمال کے علاوہ دیگر غیر عرب مسلم افریقی ممالک میں بھی جو رقبے کے لحاظ سے بہت بڑے اور آبادی کے لحاظ سے نسبتاً خاصے مختصر ہیں عربی زبان مسلسل فروغ پذیر ہے۔ اس سلسلے میں دینی درس و تدریس کے ہر ملک میں قائم عربی مدارس کے علاوہ عمومی تعلیم کے سکولوں میں بھی عربی زبان کو اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ مغربی افریقہ کے ممالک کے بارے میں نائجیریا کے ہمراہ ذکر آ چکا ہے۔ کہ کثیر تعداد میں قائم پرائمری اور ہائی

۱۔ محمد جلال عباس۔ ''اللغة العربیة فی افریقیا'' مطبوعة مجلة الرابطة مکة دسمبر ۱۹۸۲ء، ص ۴۳۔

سکولوں میں عربی اور اسلامیات لازمی مضمون ہیں ۔ مغربی افریقہ میں شامل ممالک کے نام بتاتے ہوئے فتحی الجندی لکھتے ہیں :

''یضم غرب افریقیا دولاً اغلبیة سکانها مسلمون مثل موریتانیا و کذلک السنغال و سیرالیون و فولتا العلیا و النیجر و نیجیریا و غینیا و ساحل العاج و غامبیا و کامیرون وغیرها''۔[۱]

ترجمہ : مغربی افریقہ میں مسلم اکثریت کے ممالک شامل ہیں مثلاً موریتانیا سنیگال ، سیرالیون ، اپر وولٹا ، نائیجر ، نائجیریا ، گنی ، ساحل العاج ، گیمبیا اور کیمرون وغیرہ ۔

علاوہ ازیں غیر عرب مسلم افریقی ممالک کے مختلف علاقوں میں ایسے باشندے بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں جو عربی زبان بولتے اور سمجھتے ہیں ۔

''فالفولانی المنتشرون من المحیط الاطلسی شرقاً الی سفوح هضبة الحبشة و یمتدون من الکمرون جنوباً الی الکنغو کانوا وما زالوا یتکلمون العربیة الی جانب لغتهم الاصلیة کما تتحدث بها الماندی فی غینیا و مالی و بامیا را فی مالی والوولوف فی سنغال وغیرهم من الجماعات التی دخلت الاسلام''۔[۲]

ترجمہ : چنانچہ فولانی جو مشرق میں محیط اطلسی سے حبشہ کے پہاڑی سلسلے کی وادیوں تک اور جنوب میں کیمرون سے کانگو تک پھیلے ہوئے ہیں ماضی میں اور اب بھی اپنی اصل زبان کے ساتھ ساتھ عربی بھی بولتے ہیں ۔ جیسا کہ گنی اور مالی میں ماندی قبائل ، مالی کے بامیارا ، سینیگال کے وولوف نیز دیگر گروہ جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ۔

اس طرح نائجیریا سے ملتی جلتی وجوہات اور دلائل کی بناء پر افریقہ کے دیگر غیر عرب مسلم ممالک میں بھی عربی زبان کے سرکاری و قومی زبان ، ہر سطح پر لازمی تعلیمی مضمون اور ذریعہ تعلیم قرار پانے کے پورے پورے امکانات موجود ہیں ۔ جبکہ بطور مضمون عربی و اسلامیات کو اب بھی بالعموم ابتدائی و ثانوی تعلیم میں اہمیت حاصل ہے ۔ پس سینیگال ، سیرالیون ، اپر وولٹا ، نائیجر ، گنی ، ساحل العاج ، گیمبیا، کیمرون، مالی ، چاڈ اور گیبون سمیت ہر مسلم افریقی ملک میں دینی و عمومی وجوہات کی بنا پر عربی کو بڑی اہمیت حاصل ہے ۔ اور اس میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے ۔ بلکہ ان تمام ممالک کا مستقبل میں عرب لیگ میں

۱۔ فتحی الجندی ۔ ''التنصیر فی افریقیا'' مطبوعة مجلة الرابطة ، دسمبر ۱۹۸۳ء ، ص ۹۳ ۔

۲۔ محمد جلال عباس۔''اللغة العربیة فی افریقیا''۔ مطبوعة مجلة الرابطه مکہ دسمبر ۱۹۸۳ء ، ص ۴۲ ۔

بتدریج شامل ہو جانا بھی بعید از قیاس نہیں ۔

افریقی مسلم ممالک میں بالخصوص اور مسلم اقلیت کے ممالک میں بالعموم عربی کی جو موجودہ تعلیمی صورت حال ہے اس کا خلاصہ جلال عباس ''اللغة العربية فی افریقیة'' میں یوں پیش کرتے ہیں :

۱۔ ''مدارس قرآنية تتطور تدريجياً الی مدارس ابتدائية تعتبر اللغة العربية والدين الاسلامی من مواد الدراسة الرئيسية منذ الصف الاول فيها ۔

۲۔ مدارس ابتدائية اسلامية أنشاتها الجامعات و بعض الافراد علی نمط المدارس الحكومية و تحتل فيها اللغة العربية والدين الاسلامی مكانة خاصة فی مناهج الدراسة بها ۔

۳۔ مدارس ابتدائية حكومية فی المناطق الاسلامية تدرس فيها اللغة العربية والدين الاسلامی كمواد رئيسية ضمن المنهج منذ الصف الاول ۔

۴۔ مدارس ثانوية خاصة أنشاتها الجمعيات الاسلامية تدرس فيها اللغة العربية والدين الاسلامی بعناية خاصة وهی تؤهل لدخول امتحانات الثانوية العامة لغرب افريقية ۔

۵۔ مدارس ثانوية حكومية تدرس فيها اللغة العربية والدين الاسلامی وتزودها الحكومة بالمدرسين اللازمين لتاهيل الطلاب الی الاختيار فی هاتين المادتين ضمن مواد الثانوية العامة لغرب افريقية ۔

۶۔ معاهد و مدارس عربية خاصة مثل مدارس المعلمين العربية و مدارس العلوم العربية فی نيجيريا و مدارس المعلمين العربية الفرنسية فی مالی ۔

۷۔ اقسام جامعية متخصصة فی اللغة العربية والدراسات الاسلامية أو شعب أو فروع لها فی بعض الجامعات ضمن أقسام اللغات والدراسات الدينية''۔[1]

ترجمہ :

۱۔ قرآنی مدارس جو بتدریج ترقی کر کے پرائمری سکول بن جاتے ہیں اور جن میں پہلی جماعت سے ہی عربی زبان اور اسلامیات مرکزی مضامین میں شامل ہوتے ہیں ۔

۲۔ اسلامی پرائمری سکول جو جامعات اور بعض لوگوں نے انفرادی طور پر سرکاری اسکولوں کے نمونہ پر قائم کیے ہیں اور جن میں عربی و اسلامیات کو نصاب تعلیم میں خصوصی مقام حاصل ہے ۔

۳۔ مسلم علاقوں میں وہ گورنمنٹ پرائمری سکول جن میں عربی زبان اور دین

۱۔ محمد جلال عباس۔ اللغة العربية فی افريقيا مطبوعہ مجلة الرابطة ، مكة دسمبر ۱۹۸۳ء ص ۷۶ ۔

اسلام پہلی جماعت ہی سے نصاب کے ضمن میں بنیادی مضامین کے طور پر پڑھائے جاتے ہیں۔

۴- خصوصی ثانوی مدارس جو اسلامی جماعتوں کے قائم کردہ ہیں ان میں عربی زبان اور دین اسلامی کی تدریس پر خاص توجہ دی جاتی ہے اور ان کے طلبہ مغربی افریقہ کے ہائر سیکنڈری اسکول امتحانات میں بیٹھنے کے اہل قرار پاتے ہیں۔

۵- سرکاری ہائی سکول جن میں عربی زبان اور اسلامیات کی تدریس کی جاتی ہے اور ان کے لیے حکومت مناسب اساتذہ مہیا کرتی ہے تاکہ طلبہ کو مغربی افریقہ کے ہائر سیکنڈری امتحان کے سلسلے میں ان دو مضمونوں میں امتحان دینے کے قابل بنائیں۔

۶- خصوصی عربی مدارس اور انسٹیٹیوٹ مثلاً نائیجیریا کے ٹیچرز عربک سکولز اور عربی علوم کے سکول نیز مالی میں عربی فرانسیسی ٹیچرز سکولز۔

۷- عربی زبان اور اسلامیات کے لیے یونیورسٹی سطح کی خصوصی فیکلٹیاں یا بعض یونیورسٹیوں میں زبانوں اور مطالعات دینیہ کی فیکلٹیوں میں شامل ان کے شعبے اور شاخیں۔

پس افریقہ کے غیر عرب مسلم ممالک میں بالخصوص اور مسلم اقلیت کے ممالک میں بالعموم عربی زبان ابتدائی و ثانوی تعلیم میں لازمی یا اہم مضمون کی حیثیت رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں افریقہ میں عربی زبان کے فروغ میں سعودی عرب، مصر، سودان، لیبیا، الجزائر، تونس، مراکش اور دیگر عرب ممالک بھی اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ سعودی عرب، مصر اور دیگر ممالک کے تعلیمی اداروں میں ہر سال مسلم اکثریت کے ممالک کے افریقی مسلمان ہزاروں کی تعداد میں دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں نیز عرب ممالک کے تعاون سے افریقی ممالک میں اسلامی ادارے اور یونیورسٹیاں قائم کی جا رہی ہیں اور اس طرح عربی زبان روز بروز افریقی مسلمانوں میں فروغ پذیر ہے۔

ملائشیا، مالدیپ اور برونائی جیسے ایشیائی مسلم ممالک میں بھی جن کا پہلے ذکر نہیں آیا اسلامی مدارس کا سلسلہ موجود ہے۔ شافعی المذہب اہل سنت ہونے کے ناطے سے ان تینوں ممالک کا عرصہ دراز سے جامعۃ الازہر سے دینی و لسانی رابطہ قائم ہے اور اسلام کو سرکاری دین تسلیم کیے جانے نیز عرب ممالک سے بڑھتے ہوئے تعلقات کے حوالے سے عربی زبان کو کافی اہمیت دی جا رہی ہے۔ اور اس کے فروغ کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ مثلاً ملائشیا کے دار الحکومت کوالالمپور میں اسلام آباد کی اسلامک یونیورسٹی کی طرز پر سعودی عرب کے تعاون سے ایک جدید یونیورسٹی قائم کرنے کا منصوبہ رو بعمل ہے جس میں اسلام آباد کی

جامعة اسلامیة کی طرح عربی نہ صرف ہر شعبہ میں لازمی ہوگی بلکہ ذریعہ تعلیم بھی عربی اور اس کے ساتھ ساتھ انگریزی ہوگی - برونائی میں حال ہی میں کثیر سرمایہ سے ایک عربی اسلامی مرکز قائم کیاگیا ہے - نیز مالدیپ ، برونائی اور ملائشیا کے طلبہ عرب ممالک کے دینی اداروں میں بڑی تعداد میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان ممالک میں عربی کا ابتدائی و ثانوی تعلیم میں لازمی قرار پانا متوقع ہے - عالم اسلام میں عربی زبان کو فروغ دینے میں جامعة الازہر قاہرہ صدیوں سے جو انتہائی عظیم الشان کردار ادا کرتی چلی آ رہی ہے- تحدیث نعمت کے طور پر اس کا ذکر بھی بہت ضروری ہے اس عظیم کردار کا اندازہ آج سے تیس برس پہلے مصری مورخ احمد حسن الزیات کے ایک اقتباس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے -

''و زاد طلابہ حتی نیفوا علی خمسة عشر ألف طالب تساعدهم الاوقاف بالمال والمسکن و من بینهم العربی والترکی والسودانی والمغربی والایرانی والسوری والعراق والهندی والاندونیسی والشرکسی والافغانی وکلهم یتعلمون اللغة العربیة و یتغذون بالثقافة الاسلامیة'' -[۱]

ترجمہ - اس کے طلبہ کی تعداد بڑھتی رہی - یہاں تک کہ وہ پندرہ ہزار سے زائد ہو گئے ہیں جن کی اوقاف مالی و رہائشی لحاظ سے مدد کرتا ہے - ان میں عرب ، ترک ، سوڈانی ، مراکشی ، ایرانی ، شامی ، عراق ، ہندوستانی ، انڈونیشی ، شرکسی اور افغان شامل ہیں یہ سب عربی زبان سیکھتے اور اسلامی ثقافت سے غذا پاتے ہیں -

مسلم ممالک میں عربی زبان کے بڑھتے ہوئے اثرات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم نے اپنی پندرھویں وزراء خارجہ کانفرنس منعقدہ صنعاء (۲۵ ربیع الاول تا ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ) میں جن مسائل پر غور و خوض کیا ان میں عربی زبان اور اسلامی تعلیم کے لیے قائم شدہ یا مجوزہ اداروں کی امداد کا معاملہ بھی شامل تھا - اس بارے میں سعودی عرب کا مجلہ الدعوة لکھتا ہے -

''اولی المؤتمر اهتماما بالغاً نحو القضایا الثقافیة و عبر عن الارتیاح للاجراءات التی اتخذت فی سبیل انجاز مشروع بناء کلیة اللغة العربیة والدراسات الاسلامیة من مشروع الجامعة الاسلامیة فی النیجر کما عبر عن الارتیاح للتقدم الذی احرزه مشروع الجامعة الاسلامیة فی او غندا و دعا صندوق التضامن الاسلامی جمیع الهیئات والموسسات المتخصصة الی تقدیم

۱- احمد حسن الزیات - تاریخ الادب العربی - مطبعة الرسالة قاہرة ۱۹۵۵ء ص ۴۲۳ -

المساعدات للجامعة الاسلامية بماليزيا و للجامعة الاسلامية فی بنجلا دیش وللمعهد الاقلیمی للتعلیم التکمیلی فی باکستان وللمعهد الاقلیمی للدراسات والا بحاث الاسلامیة فی تمبکتو و للمعهد الاسلامی للترجمة فی الخرطوم و لکلیة الزیتونیة للشریعة وا صول الدین فی تونس ۔"[1]

ترجمہ : کانفرنس نے ثقافتی معاملات کو بڑی اہمیت دی اور ان اقدامات پر خوشی کا اظہار کیا جو نائیجر میں اسلامک یونیورسٹی کے پروجیکٹ کے ضمن میں عربی زبان واسلامیات کی فیکلٹی کے قیام کی تکمیل کے سلسلے میں کیے گئے ہیں ۔ نیز یوگنڈا میں اسلامک یونیورسٹی کے پروجیکٹ میں جو پیش رفت ہوئی ہے ۔ اس پر بھی اظہار مسرت کیا ۔ اسلامک سولیڈیریٹی فنڈ نے اس سلسلے کی تمام مخصوص تنظیموں اور اداروں سے اپیل کی ہے کہ وہ ملائشیا کی اسلامک یونیورسٹی ، بنگلہ دیش کی اسلامک یونیورسٹی ، پاکستان میں تکمیلی تعلیم کے علاقائی انسٹیٹیوٹ ، ٹمبکٹو کے علاقائی انسٹیٹیوٹ برائے مطالعہ و تحقیقات اسلامیة ، خرطوم کے المعهد الاسلامی للترجمہ اور تونس میں زیتونہ کے کلیة الشریعة وا صول الدین کے لیے امداد پیش کریں ۔

پس نائجیریا و یوگنڈا سے بنگلہ دیش و ملائشیا تک جدید عربی اسلامی یونیورسٹیوں اور اداروں کا قیام بتدریج فروغ پذیر ہے اور عربی زبان کے پھیلانے میں بڑا معاون ثابت ہو رہا ہے ۔

عربی زبان کا ہر مسلمان اور پورے عالم اسلام سے ماضی میں جو عظیم الشان تعلق تھا اس کے بارے میں مشہور برطانوی مستشرق آر ۔ اے ۔ نکلسن لکھتے ہیں :

"During the middle ages it was spoken and written by all cultivated Moslems, of whatever nationality they might be, from Indus to the Atlantic, it was the language of the Court and the Church, of Law and commerce, of Diplomacy and Literature and Science. When the Mongol invasion in the thirteenth century swept away the "Abbasid Caliphate", and therewith the last vestiges of political unity in Islam, classical Arabic ceased to be the kolv'n or common dialect of the Moslem World."[2]

۱۔ مجلة "الدعوة" الاسبوعیة الریاض ، العدد ۹۷۲ ، ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء ص ۱۸ ۔

2. R. A. Nicholson—A Literary History of the Arabs, Cambridge University Press, 1969, p. xxiv.

آگے یہ بتانے کے بعد کہ عربی جزیرۃ العرب ، شام ، مصر اور دیگر عربی دان ممالک میں تا دم تحریر کاروبار، ادب اور تعلیم کی زبان ہے - پروفیسر نکلسن، پروفیسر مارگولیتھ کے حوالہ سے عالم اسلام میں عربی زبان کے مستقبل کے بارے میں لکھتے ہیں :

"We are told on high authority that even now it is going a renaisance, and there is every liklihood of its again becoming a great literary vehicle. And if for those Moslems who are not Arabs, it occupies relatively much the same position as Latin and Greek in modern European culture, we must not forget that the Koran its most renowned masterpiece, is learned by every Moslem when he first goes to school, is repeated in his daily prayers and influences the whole course of his life to an extent which the ordinary Christian can hardly realize."[1]

پس تمام دلائل و حقائق کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ عربی زبان فکری و دینی لحاظ سے عالم اسلام کی بلا امتیاز عرب و عجم مشترکہ زبان ہے۔ اور دور جدید میں جغرافیائی ، ثقافتی ، تعلیمی، سیاسی اور اقتصادی اسباب کی بناء پر بھی خاصی تیز رفتاری سے عالم اسلام میں رائج اور غالب آ رہی ہے - بائیس عرب ممالک اپنے ملکی لہجات کے اختلاف کے علی الرغم "اللغة العربية الفصحى" کو اپنا چکے ہیں - پاکستان اور ایران میں اسے لازمی تعلیمی مضمون قرار دیا جا چکا ہے - ترکیہ میں ثانوی زبانوں میں شامل کر لیا گیا ہے - افغانستان ، روسی اور چینی ترکستان میں اس کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے - انڈونیشیا ، بنگلہ دیش ، ملائشیا ، برونائی اور مالدیپ جیسے ممالک میں عربی زبان فروغ پذیر ہے - نائیجیریا میں عربی کو اہم مقام حاصل ہے اور دیگر مسلم افریقی ممالک میں بھی نائجیریا کی طرح عربی کو تعلیمی اور دیگر شعبوں میں بڑی اہمیت دی جا رہی ہے - بطور مجموعی افریقہ کے تمام غیر عرب مسلم ملکوں میں اسے اسکولوں کی سطح پر کم و بیش لازمی یا اہم مضمون کی حیثیت حاصل ہے - اور مستقبل میں اسے ہر مسلم ملک میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم میں لازمی مضمون کی حیثیت کے علاوہ مشترکہ ذریعہ تعلیم اور قومی و سرکاری زبان قرار دینے کے پورے پورے امکانات موجود ہیں -

۲ - لغة العالم الافريقى

براعظم افریقہ پچاس سے زائد ممالک پر مشتمل جغرافیائی وحدت ہے - جس کی نمائندگی "منظمة الوحدة الافريقية" یعنی افریقی اتحادکی تنظیم کرتی ہے - عربی زبان

1- R.A. Nicholson-A Literary History of the Arabs, p. xxiv-xxv.

کے افریقہ سے تعلق کے سلسلے میں درج ذیل نکات قابل توجہ ہیں -

۱- افریقہ مسلم اکثریت کا براعظم ہے اور اس مسلم اکثریت کی دینی و ثقافتی زبان عربی ہے - اس نظریاتی اہمیت کے علاوہ عربی افریقہ میں پھیلی ہوئی امت مسلمہ کی واحد مشترکہ و رابطہ زبان ہے - جسے افریقی مسلمانوں کی بھاری اکثریت بولتی اور سمجھتی ہے - پس دینی و ثقافتی اشتراک ، رابطہ باہم ، علوم دینیہ و عامہ وغیرہ کے حوالہ سے عربی زبان کو افریقہ کی مسلم اکثریت میں بنیادی و منفرد اہمیت حاصل ہے - افریقہ کی کل آبادی اور مسلمانوں کے صحیح تناسب کے بارے میں اعداد و شمار کا حصول بہت مشکل ہے-جامعۃ الملک عبدالعزیز کے استاذ سید عبدالمجید بکر اپنے مقالہ ''المشاکل الاجتماعیۃ با فریقیا و وسائل علاجھاً'' میں لکھتے ہیں -

''فجملۃ سکان القارۃ فی الاونۃ الاخیرۃ یقترب من اربعمائۃ و خمسین ملیونا و حصۃ الاسلام فی ھذا تقترب من مائیتن و خمسۃ و ثلاثین ملیوناً -''[1]

ترجمہ : تازہ ترین عداد و شمار کے مطابق براعظم افریقہ کے باشندوں کی مجموعی تعداد تقریباً چار سو پچاس ملین ہے اور اس میں اسلام کا حصہ دو سو پینتیس ملین کے لگ بھگ ہے -

اس لحاظ سے ان کے جمع کردہ اعداد و شمار کے مطابق مسلمان افریقہ کی کل ابادی کے نصف سے کچھ زائد یعنی ترپن فیصد کے لگ بھگ ہیں - مگر رابطہ عالم اسلامی کے اہم قائد فضیلۃالشیخ محمد محمودالصواف جو افریقہ کے کئی دورے فرما چکے ہیں اپنے مقالہ ''الرحلات فی بلاد الاسلام'' میں مسلمانوں کی تعداد ۲۶ کروڑ سے زائد بتاتے ہیں -

''ہم اکثر من مائیتن و ستین ملیوناً''[2]

ترجمہ : وہ دو سو ساٹھ ملین سے زائد ہیں -

اس طرح مسلمانوں کی تعداد افریقہ کی کل آبادی کا تقریباً ۶۰ فی صد بنتی ہے - ان دو بیانات اور دیگر معلومات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ افریقی مسلمانوں کا تناسب کل آبادی میں پچپن اور ستر فی صد کے مابین ہے اور اوسط اندازے کے مطابق وہ کل آبادی کا کم و بیش دو تہائی ھیں - بہرحال یہ بات متفق علیہ ہے کہ براعظم افریقہ میں مسلمانوں کی واضح اکثریت ہے - اور بقیہ آبادی ایک سے زائد مذاہب کی پیرو کار ہے -

---

۱- سید عبدالمجید بکر - ''المشاکل الاجتماعیۃ بأفریقیا و وسائل علاجھا -'' مطبوعۃ مجلۃ الرابطۃ مکۃ دسمبر ۱۹۸۳ء ، ص - ۴۹

۲- محمد محمود الصواف- الرحلات فی بلاد الاسلام، مطبوعہ مجلۃ الرابطۃ مکۃ دسمبر ۱۹۸۳ ، ص ۳۱ -

۲- افریقہ کے غیر مسلم باشندوں کی کوئی ایک مشترکہ دینی و رابطہ زبان نہیں ان میں کروڑوں عیسائی باشندے بھی شامل ہیں - جو مسلم اکثریت کے بعد عددی لحاظ سے اہم ترین مذہبی گروہ ہیں - افریقی مسیحی باشندے دینی معاملات میں انگریزی ، لاطینی ، فرانسیسی ، عربی اور مقامی زبانیں حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں - اور دینی رابطہ باہم کے لیے بھی کسی ایک زبان پر متفق نہیں - یہی صورت حال پیچیدہ تر شکل میں دیگر مذاہب و ادیان کے پیروکاروں کی ہے ان حالات میں عربی افریقہ کے کروڑوں غیر مسلم باشندوں بالخصوص عیسائیوں کی دینی اور عمومی ضروریات پوری کرنے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے - جیسا کہ لبنان ، مصر اور دیگر عرب ممالک کے مسیحیوں کے سلسلے میں عرصہ سے کر رہی ہے -

۳- افریقہ میں مسلمانوں کی مجموعی اکثریت کے علاوہ مسلم ممالک بھی اکثریت میں ہیں - جن میں نہ صرف عربی وسیع پیمانے پر بولی اور سمجھی جاتی ہے - بلکہ اسے مزید فروغ دینے کے لئے دینی ، تعلیمی ، ثقافتی ، سرکاری اور غیر سرکاری حلقے سنجیدہ کوششیں کر رہے ہیں - ان ممالک کے نام مختلف معلومات کی روشنی میں درج ذیل ہیں - یہاں صرف ان ملکوں کے نام درج ہیں - جن کے بارے میں اس بات کے کافی شواہد موجود ہیں کہ ان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے - خواہ ان میں سے بعض ابھی تک اسلامی کانفرنس کے رکن نہیں ہیں- اور بعض کے نام درج نہیں کیونکہ اسلامی کانفرنس کا رکن ہونے کے باوجود ان میں مسلم اکثریت ثابت نہیں مثلاً یوگنڈا جہاں مسلمان تقریباً چالیس فیصد ہیں - مسلم افریقی ممالک تیس کے لگ بھگ ہیں -

۱- مصر ۲- نائیجیریا ۳- چاڈ ۴- سوڈان ۵- لیبیا ۶- تونس ۷- الجزائر ۸- مراکش ۹- صومالیہ ۱۰- موریطانیہ ۱۱- جیبوتی ۱۲- جزرالقمر ۱۳- نائیجر ۱۴- سنیگال ۱۵- گنی ۱۶- ساحل العاج ۱۷- گیمبیا ۱۸- کیمرون ۱۹- سیرالیون ۲۰- اپر وولٹا ۲۱- مالی ۲۲- گیبون ۲۳- ٹوگو ۲۴- بنین ۲۵- گنی بساو ۲۶- تنزانیہ ۲۷- حبشہ[۱] -

۲۸- مملکت وسطی افریقہ الخ

۴- جن افریقی ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں بھی ان کا تناسب بہت سے ممالک میں بالعموم پچیس سے چالیس فیصد تک ہے اور اکثریتی مذہب کے علاوہ جو عموماً عیسائیت ہے - دیگر مذاہب کے پیروکار بھی موجود ہیں اس طرح اکثر افریقی ممالک میں مسلم اقلیت عددی لحاظ سے اہم مقام رکھتی ہے - اور عربی سے اپنی دینی ، علمی و ثقافتی وابستگی برقرار رکھے ہوئے ہے - عربی درس و تدریس کے ادارے ہر ملک میں قائم ہیں - ان ممالک کی مسلم آبادی کا اندازہ درج ذیل اعداد و شمار سے کافی حد تک لگایا جا سکتا ہے -

---

۱- زیادہ تر معلومات بحوالہ هشام هلال عاشور "بلدان الاکثریة المسلمة فی افریقیا" مطبوعة مجلة الرابطة ، مکة دسمبر ۱۹۸۳ ص ۱۱۰-۱۱۶ بعبد - ان معلومات کے باوجود چونکہ مکمل تفصیلی اعداد و شمار میسر نہیں لہذا مذکورہ ممالک میں سے کسی میں مسلمانوں کی اکثریت نہ ہونے اور بعض غیر مذکورہ ممالک میں ان کی اکثریت کا امکان رد نہیں کیا جا سکتا - (مقالہ نگار)

یوگنڈا	۴۰ فیصد
کینیا	۳۵ فیصد
گھانا	۳۰ فیصد
لائبیریا	۳۰ فیصد
موزمبیق	۲۵ فیصد
مالاگاسی	۲۵ فیصد
استوائی گنی	۳۵ فیصد
ملاوی	۳۵ فیصد
برونڈی	۲۵ فیصد[1]

۵- افریقہ کے تمام ممالک میں اسلامی حوالوں سے قطع نظر بھی سیاسی، جغرافیائی، معاشی، اور دیگر وجوہات کی بنا پر عربی خاصی تیز رفتاری سے فروغ پذیر ہے جس میں افریقی ممالک کے بلا امتیاز مذہب و ملت عرب ممالک سے روز افزوں تعلیمی، تجارتی، ثقافتی، معاشی، سیاسی اور جغرافیائی تعلقات بنیادی محرک ہیں۔ جلال عباس لکھتے ہیں :

"لقد اکتسبت اللغة العربية منذ عهد الاستقلال مزيداً من الاهمية نتيجة لبداية عهد جديد من العلاقات السياسية والاقتصادية مع دول شمال افريقية العربية التى طالما عزلها الاستعمار عن دول افريقية جنوب الصحرا ومن خلال منظمة الوحدة الافريقية و مؤتمرات القمة العربية الافريقية تدعمت العلاقات السياسية والاقتصادية وحدث التقارب الذى يحقق التفاهم المتبادل و الصداقة بين الشعوب مما كان منطلقا لعلاقات ثقافية من نوع جديد ارتبطت بالاهتمام المتزايد باللغة العربية باعتبارها وسيلة الاتصال مع العالم العربى فى افريقية والشرق الاوسط ۔"[2]

ترجمہ : آزادی حاصل ہونے کے بعد کے دور میں عربی زبان نے مزید اہمیت حاصل کی ہے - جو شمالی افریقہ کے ان عرب ممالک سے سیاسی و اقتصادی تعلقات کے ایک نئے دور کے آغاز کا نتیجہ ہے جن کو استعمار نے طویل عرصہ تک جنوبی صحراء کے افریقی ممالک سے الگ تھلگ رکھا ۔ افریقی اتحاد کی تنظیم اور عرب افریقی سربراہ کانفرنسوں کے ذریعے سیاسی و اقتصادی روابط مضبوط و مستحکم ہوئے ہیں ۔ اور وہ باہمی قربت واقع ہوئی ہے جو باہم افہام و تفہیم اور عوام کے مابین دوستی کو عملی جامہ پہنانے کا

۱- ادارة الاقليات الاسلامية بالرابطة "الاقليات المسلمة فى افريقيا" مطبوعة مجلة الرابطة، مكة دسمبر ۱۹۸۳، ص ۱۰۱-۱۰۹ بتصرف -

۲- محمد جلال عباس "اللغة العربية فى افريقية" مطبوعہ مجلة الرابطة مكة دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۷۳ -

باعث ہے۔ جس کی راہ ایک نئی طرز کے ثقافتی روابط ہیں جو عربی زبان کے روز افزوں اہتمام کے ساتھ مربوط ہیں۔ کیونکہ یہ زبان افریقہ اور مشرق وسطی کے عرب ممالک سے اتصال کا ذریعہ ہے۔

٦- عربی زبان براعظم افریقہ کے کم و بیش پندرہ کروڑ باشندوں کی مادری و قومی زبان ہے جو مصر، سودان، لیبیا، تونس، الجزائر، مراکش، موریطانیہ، صومالیہ، جیبوتی، جزرالقمر، اریٹیریا، زنجبار اور دیگر بلاد و امصار کے باشندے ہیں۔ اس لحاظ سے عربی زبان عددی لحاظ سے افریقہ کی سب سے بڑی اور اہم ترین زبان ہے۔ جب کہ بقیہ افریقی باشندے ہزاروں چھوٹی بڑی زبانیں بولتے ہیں۔ اور ان میں سواحلی، ہاؤسا، فولانی اور امھاری جیسی اہم ترین زبانیں بھی عربی کے مقابلے میں عددی لحاظ سے بہت محدود زبانیں ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ کم و بیش بیس کروڑ عرب باشندوں کی غالب اکثریت بھی براعظم افریقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اگر عرب قوم ایک ناقابل تقسیم وحدت ہے تو عددی اکثریت کے حوالہ سے یہ عظیم وحدت براعظم افریقیہ کا جزو لاینفک ہے۔

٧- جن افریقی باشندوں کی مادری و قومی زبان عربی نہیں ان میں بھی کروڑوں عوام دینی وثقافتی وجوہات کی بناء پر عربی سے کافی حد تک واقفیت رکھتے ہیں۔ بالخصوص نائجیریا اور مغربی افریقہ کے دیگر ممالک میں۔ اس طرح عربی زبان عملاً افریقہ کی نصف سے زائد آبادی میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ افریقہ کی کوئی اور مادری و قومی زبان اس حیثیت کی حامل نہیں۔

٨- براعظم افریقہ کے ہزاروں علماء و ادباء نے گزشتہ کئی صدیوں میں ہر قسم کے علوم و فنون کا جو عظیم سرمایہ تحریری شکل میں چھوڑا ہے وہ زیادہ تر عربی زبان میں ہے۔ مطبوعہ کتب کے علاوہ بڑی تعداد میں افریقی علوم و فنون کے مخطوطات و مسودات دنیا کی مختلف لائبریریوں اور مراکز میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اہل افریقہ ان سے استفادہ کر کے ان کی تحقیق و اشاعت کا انتظام کریں۔ اور افریقی علوم و ثقافت سے دنیا کو روشناس کرنے کا کام تیز کریں۔ دیگر افریقی زبانوں میں موجود علوم و فنون کا ورثہ بھی بالعموم عربی رسم الخط میں اور عربی الفاظ و اصطلاحات سے پر ہے جس سے عربی جانے بغیر کماحقہ استفادہ انتہائی مشکل ہے۔

٩- براعظم افریقہ کی لاتعداد چھوٹی بڑی موجودہ زبانوں پر عربی زبان و ادب کے گہرے اثرات ہیں۔ مثلاً ھاؤسا فولانی اور کاتوری جیسی اہم زبانوں میں عربی الفاظ تقریباً نصف ہیں۔

"ما بین ٤٠ و ٥٠ % کما ھو الحال فی لغات الھا وسا والکاتوری

والفولانی ـ"[1]

جلال عباس هاوسا، فولانی، ماندی، صنغائی، وولوف ، اور کاتوری کا ذکر کرنے کے بعد عربی زبان اور رسم الخط کے افریقی زبانوں پر اثرات کے ضمن میں لکھتے ہیں :

"فجميعها و غيرها من اللغات الصغرى التي يقصر المقام عن ذكرها لانها تعد بالمئات قد تاثرت بالعربيه و كتبت بأبجديتها واستعارت منها ألفاظاً دينية والفاظاً لاستخدامات الحياة العامة ـ"[2]

ترجمہ : پس یہ تمام زبانیں اور ان کے علاوہ وہ چھوٹی زبانیں جن کا ذکر کرنے کے لیے جگہ ناکافی ہے کیونکہ ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے عربی سے متاثر ہوئی ہیں ۔ اس کے رسم الخط میں لکھی گئیں ہیں اور عربی سے انھوں نے دینی الفاظ اور روزمرہ کے استعمال کے لیے الفاظ مستعار لئے ۔

مزید لکھتے ہیں :

"ويكفي أن نذكر أن الدكتور ابوبكر (وزير التعليم في ولاية باوتشي) قد اشار الى ظاهرة الاستعارة في رسالة الدكتوراة التي قدمها عام ١٩٦٩ء الى جامعة القاهرة بعنوان "الثقافة العربية في افريقية" وأورد ملحقاً بألفي كلمة من لغة الفولاني وثلاثة آلاف كلمة في لغة الهاوسا مستعارة من اللغة العربية ليوكد التاثير القوى للثقافة العربيه في الحياة الافريقية"[3] ـ؟

ترجمہ : ہمارے لیے اس بات کا ذکر کرنا کافی ہے کہ ڈاکٹر علی ابو بکر (ریاست باوتشی کے وزیر تعلیم) نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں جو انھوں نے ۱۹۶۹ء میں قاہرہ یونیورسٹی کو بعنوان "افریقہ میں عربی ثقافت" پیش کیا ۔ ظاہرہ استعارہ کی جانب اشارہ کیا ہے اور ایک ضمیمہ شامل کیا ہے جس میں فولانی زبان کے دو ہزار اور ہوسا زبان کے تین ہزار ایسے کلمات دیئے ہیں جو عربی زبان سے مستعار ہیں ۔ اس کا مقصد اس بات کا ثبوت فراہم کرنا ہے کہ افریقی زندگی پر عربی ثقافت کے کتنے گہرے اثرات ہیں ۔

عربی زبان کے یہ اثرات صرف ان زبانوں پر ہی نہیں جو مسلم اکثریت کے

۱۔ محمد جلال عباس ، اللغة العربية في افريقيا مطبوعة "مجلة الرابطة" دسمبر ۱۹۸۳ء ، ص ۷۲ ۔

۲۔ ایضاً ، ص ۷۲ ۔

۳۔ ایضاً

علاقوں میں بولی جاتی ہیں بلکہ دیگر زبانوں پر بھی وسیع اور گہرے ہیں ۔ مثلاً سواحلی زبان جو تنزانیہ ، کینیا وغیرہ میں وسیع پیمانے پر بولی جاتی ہے ۔ استعمار سے پہلے تک اس کا لٹریچر عربی رسم الخط میں ہے ۔ اور مسلم و غیر مسلم کی تمیز سے قطع نظر یہ کئی افریقی ممالک میں سرکاری اہمیت کی حامل ہے ۔ فتحی جندی محمد ناصر العبودی اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل رابطة عالم اسلامی سے انٹرویو لیتے ہوئے ان کی زبانی سواحلی کے بارے میں لکھتے ہیں :

''اسمها ما خوذ من اللغة العربية لان سواحلية جمع ساحل وہی لغة نصف كلماتها أو يزيد اصلها عربی مؤفرق فهی لغة عربية مؤفرقة''[۱] ۔

ترجمہ : اس کا نام عربی زبان سے ماخوذ ہے کیونکہ سواحیلی ساحل کی جمع ہے یہ ایک ایسی زبان ہے جس کے نصف یا اس سے زائد کلمات عربی الاصل ہیں ۔ جو افریقیالئے گئے ہیں پس یہ عربی زبان کا افریقی ایڈیشن ہے ۔

مزید فرماتے ہیں :

''فهذه اللغة السواحلية هی لغة جزء كبير من الناس لا يعرفون غيرها وبخاصة فی ساحل شرق افريقيا ومعظم ساحل كينيا (لان فی ساحل شمال كينيا توجد اللغة الصومالية) وكذلک فی ساحل تنزانيه الى موزمبيق ثم انها موجودة بشكل متسع فی وسط افريقيه وشرقها حتى الكونغو الذی يسمى ألان زائير ولذلک تجدها لغة رسمية فی أو غندا ثالث ثلاث لغات وكذلک لغة رسمية من لغات زائير وليست اللغة العامة ولكنها اللغة الرسمية الوحيدة فی تنزانيا بما فيها تنجانيقا وزنجبار''[۲] ۔

ترجمہ : یہ سواحلی زبان عوام کے ایک بڑے حصے کی زبان ہے جو اس کے علاوہ کوئی دوسری زبان نہیں جانتے ۔ بالخصوص مشرقی افریقہ کے ساحل اور ساحل کینیا کے بڑے علاقے میں (کینیا کے شمالی ساحل میں صومالی زبان ہے) اسی طرح ساحل تنزانیہ سے موزمبیق تک ۔ مزید برآں یہ وسیع شکل میں وسطی افریقہ اور مشرقی افریقہ میں کانگو تک موجود ہے ۔ جسے اب زائر کا نام دیا جاتا ہے ۔ اسی طرح تم اسے یوگنڈا کی سرکاری زبان پاتے ہو ۔ تین زبانوں میں سے تیسری زبان اسی طرح زائیر کی زبانوں

۱- فتحی جندی - ''حوار صریح مع محمد ناصر العبودی'' مطبوعہ مجلة الرابطة ، دسمبر ۱۹۸۳ء ، ص ۲۴ -

۲- ایضاً

میں سے ایک سرکاری زبان ہے۔ حالانکہ یہ وہاں عوامی زبان نہیں۔ البتہ تنزانیا میں جو ٹانگانیکا اور زنجبار پر مشتمل ہے یہ واحد سرکاری زبان ہے۔

واضح رہے کہ کینیا، یوگنڈا، موزمبیق اور زائیر غیر مسلم اکثریت کے ممالک ہیں اور زائیر ان معدودے چند افریقی ممالک میں سے ہے جہاں مسلمان چوبیس ملین میں صرف دس فیصد ہیں جب کہ عیسائی سات ملین بتائے جاتے ہیں بقیہ آبادی اصنام پرست ہے۔ نیز تنزانیہ میں بھی مسلم اکثریت کے باوجود عیسائی حکومتی سطح پر بڑے اثر و رسوخ کے حامل ہیں مگر سواحلی کی اہمیت سب تسلیم کرتے ہیں۔

پس افریقہ کی سینکڑوں زبانوں پر عربی زبان کے گہرے اثرات ہیں۔ ماضی میں رسم الخط عربی رہا ہے۔ اور آزادی کے بعد عربی رسم الخط کے احیاء کی کوششیں بڑے پیمانے پر جاری ہیں۔ جیسا کہ نائجیریا کے ضمن میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ ہاؤسا، فولانی، سواحلی، صومالی، کانوری اور دیگر افریقی زبانوں کو کماحقہ سیکھنے کے لیے لسانیاتی نکتہ نظر سے عربی بلا امتیاز مذہب و ملت اساس اللغات الافریقیۃ کی حیثیت سے ناگزیر ہے۔ اور اسے ہر افریقی ملک میں لازمی تعلیمی مضمون بنائے بغیر افریقی لسالیات کے تقاضے پورے نہیں کیے جا سکتے۔ نیز عربی رسم الخط ہی افریقی زبانوں کا صدیوں سے ثقافتی نمائندہ ہے۔

عربی زبان و خط کے افریقی زبانوں پر اثرات کے سلسلے میں جلال عباس لکھتے ہیں:

"كان من آثار استخدام اللغة العربية كلغة دين ولغة تفاهم بين مختلف الشعوب المختلفة اللغات أن استفادت تلك القبائل والشعوب من الغنى الذى تمتازيه اللغة العربية فى الالفاظ والمترادفات والاستعمالات فأغنت بها لغاتها۔ غير أن هذا التاثير بدأ اول الامر بأن اتخذت تلك الشعوب والقبائل الابجدية العربية لكتابة وتسجيل لغاتها الاصلية التى لم تكن مكتوبة فيما قبل"[۱]۔

ترجمہ: عربی زبان کو دینی زبان اور مختلف زبانیں بولنے والے مختلف قبائل اور گروہوں کے مابین رابطہ زبان کی حیثیت سے استعمال کرنے کی علامات میں سے یہ ہے کہ ان قبیلوں اور گروہوں نے الفاظ ومترادفات و استعمالات کے سلسلے میں اس وافر سرمایہ سے استفادہ کیا جو عربی زبان کا طرہ امتیاز ہے۔ پس انھوں نے اپنی زبانوں کو اس کے ذریعے غنی کر دیا۔

۱۔ محمد جلال عباس۔ اللغة العربية فى افريقيا مطبوعہ مجلة الرابطہ، مکة دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۷۲۔

ابتداء میں یہ اثر پذیری اس طرح شروع ہوئی کہ ان شعوب و قبائل نے اپنی ان اصل زبانوں کو تحریر و قلمبند کرنے کے لیے عربی حروف ابجد کو اپنایا جو زبانیں اس سے پہلے تحریری شکل میں موجود نہ تھیں۔

آگے چل کر عربی رسم الخط کے لاطینی سے بدلے جانے کے بارے میں جلال عباس یوں لکھتے ہیں:

"استخدمت الابجدية العربية فى كتابة اللغات الافريقية حيث تحولت اكثر اللغات المنطوقة الى لغات مكتوبة وقد خطط الاستعمار و عمل على القضاء على هذه الظاهرة ليحل الحرف اللاتيني محل الحرف العربي فى كتابة اللغات الافريقية وبذل الجهود المكثفة فى ذلك لقطع الصلة بين الثقافة العربية والثقافات المحلية وانتهى الى أن توصل الى ابتكار كتابة صوتية مبنية على الابجدية اللاتينية واقامة دور كبير للطباعة لنشر هذه الطريقة، كما شجع المنصرين على توجيه جهودهم لذلك ايضاً۔

وقد اقامت السلطات الاستعمارية البريطانية مركزين للنشر أحدهما فى غرب افريقية يسمى موسسة الحق والحق بلغة الهاوسا يعنى (جاسكيا) وذلك لطبع الكتب والنشرات والصحف بلغات الهاوسا والفولانى والكاتورى وغيرها من لغات غرب أفريقية الكبرى بالابجدية اللاتينية۔ والثانى فى شرق أفريقية وهو مكتب شرق افريقية للنشر الذى ركز خصيصاً على لغة السواحيلى۔

أما فى المناطق التى خضعت للاستعمار الفرنسى فقد تولت الارساليات التنصيرية هذه المهمة، ثم أنشئ المعهد الفرنسى لافريقيا السوداء۔

وكان من مهامه الرئيسية دراسة اللغات المحلية ووضع التعديلات الخاصة لكتابتها بطريقة النطق"[۳]۔

ترجمہ: افریقی زبانوں کو ضبط تحریر میں لانے کے لیے عربی رسم الخط استعمال کیا گیا اس طرح بولی جانے والی اکثر زبانیں تحریری بھی بن گئیں۔ سامراج نے اس ظاہرہ کو ختم کرنے کے لیے منصوبہ بندی اور عملی اقدامات کیے تاکہ افریقی زبانوں کی کتابت کے لیے لاطینی رسم الخط عربی رسم الخط کی جگہ لے سکے۔ نیز عربی ثقافت و مقامی ثقافت کے درمیان موجود رشتہ کو قطع کرنے کے لیے انتہائی کوششیں صرف کیں۔ اور بالآخر معاملہ یہاں تک پہنچایا کہ لاطینی حروف پر مبنی صوتی کتابت کی اختراع کی گئی اور اس طریقہ کو فروغ دینے کے لیے وسیع پیمانے پر

۳۔ محمد جلال عباس۔ "اللغة العربية فى افريقيا" مطبوعہ مجلة الرابطة، مكة دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۴۳۔

بڑے بڑے پبلشنگ ہاؤس قائم کیے گئے - ساتھ ہی مسیحی مشنریوں کو اس جانب بھی اپنی کوششیں مرکوز کرنے پر ابھارا -

برطانوی استعماری اقتدار نے نشر و اشاعت کے لیے مرکز قائم کیے ایک مغربی افریقہ میں "مؤسسة الحق" کے نام سے حق ھاوسا زبان میں جا سکیا ہے - یہ ھاوسا ، فولانی ، کاتوری اور مغربی افریقہ کی دیگر بڑی بڑی زبانوں میں کتب و صحف اور بلیٹنوں کی لاطینی رسم الخط میں طباعت کے لیے تھا اور دوسرا مرکز مشرقی افریقہ میں قائم کیا گیا وہ تھا مشرقی افریقہ کا پبلشنگ ہاؤس جس نے اپنی توجہ سواحلی زبان پر مرکوز کی - وہ علاقے جو فرانسیسی استعمار کے تحت آئے ان میں مسیحی مشنریوں نے اس کام کی ذمہ داری سنبھالی بعد ازاں "سیاہ افریقہ کے لیے افریقی انسٹیٹیوٹ" قائم کیا گیا -

ان تفصیلات کو اگر من و عن تسلیم نہ بھی کیا جائے تب بھی عربی زبان اور رسم الخط کی افریقی زبانوں پر وسعت اثرات اور خط لاطینی کو ترویج دینے کی کوششوں کا کافی حد تک اندازہ لگایا جا سکتا ہے - آگے استعماری دور کی کچھ مزید لسانی تفصیلات نقل کرنے کے بعد جلال عباس لکھتے ہیں کہ تمام تر سرکاری کوششوں کے باوجود عوامی سطح پر :

"حافظت الغالبية على كتابة لغاتها بالابجدية العربية"[1] -

ترجمہ : اکثریت نے اپنی زبانوں کو عربی رسم الخط میں لکھتے رہنے کی حفاظت کی -

برطانوی ، فرانسیسی اور دیگر یورپی طاقتوں کے تسلط سے آزادی کے بعد جذبہ قوم پرستی اور استعمار دشمنی کے تحت عربی رسم الخط پھر سے فروغ پا رہا ہے :

"وما ان حصلت الدول الافريقية على استقلالها حتى بدأت شعوبها تعمل على اعادة احياء كتابة لغاتها بالحرف العربي مدفوعة بقوميتها وحرصها على ابقاء الصلة بين حياتها المعاصرة وتراثها الماضى فوجدنا الفولانى فى مجتمعاتهم الطلابية فى كل من القاهرة وباريس يجتمعون ويكونون لجانا خاصة لتوحيد لغاتهم بالابجدية العربية ولحل المشكلات الصوتية فى كتابتها ، أما فى المناطق التى كانت خاضعة للاستعمار البريطانى فقد شاهدنا حركة احياء للحرف العربى نشطت فى الداخل وبخاصة فى نيجيريا"[2] -

---

۱- جلال عباس - اللغة العربية فى افريقيا مطبوعة مجلة الرابطة - مكة ، دسمبر ۱۹۸۳ء ، ص ۴۷ -

۲- ایضاً ، ص ۴۷ -

ترجمہ : جوں ہی افریقی ممالک نے آزادی حاصل کی ان کے باشندوں نے اپنی زبانوں کو پھر سے عربی رسم الخط میں لکھنے کے احیاء کے لیے کام کرنا شروع کیا جس کا محرک قوم پرستی اور عصر حاضر کی زندگی اور ماضی کے ورثہ کے درمیان رابطہ کو باقی رکھنے کی خواہش تھی ۔ چنانچہ ہم نے فولانی قبائل کو قاھرہ اور پیرس میں اپنی طلبہ سوسائٹیوں میں جمع ہو کر عربی حروف ابجد میں اپنی زبانوں کو متحد کرنے اور ان کی تحریر میں حائل صوتی مشکلات کو حل کرنے کے لیے خصوصی کمیٹیاں تشکیل دیتے پایا ہے ۔ ان علاقوں کے اندر جو برطانوی استعمار کے تحت تھے ہم نے عربی حروف کے احیاء کی تحریک کو پروان چڑھتے دیکھا ہے بالخصوص نائیجیریا میں ۔

پس افریقہ کی لا تعداد چھوٹی بڑی زبانوں پر عربی زبان و خط کے گہرے اثرات ہیں اور آزادی کے بعد عربی رسم الخط بتدریج فروغ پا رہا ہے ۔ ماضی اور حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ براعظم افریقہ کی زبانوں کا یورپی استعمار سے قبل صدیوں تک رسم الخط صرف عربی رہا ہے ۔ استعماری دور میں لاطینی و عربی دونوں اپنے اپنے دائروں میں مستعمل رہے اور آزادی کے بعد ان زبانوں کے لیے تاریخی ، ثقافتی ، قومی اور دیگر وجوہ کی بناء پر دوبارہ عربی رسم الخط بتدریج زیادہ استعمال کیا جا رہا ہے ۔ نیز عرب لیگ ، افریقی اتحاد کی تنظیم ، اسلامی کانفرنس ، رابطہ عالم اسلامی اور براعظم افریقہ سے متعلق دیگر تنظیموں کی بڑھتی ہوئی تعلیمی و ثقافتی سرگرمیاں عربی زبان و خط کے فروغ میں کسی نہ کسی شکل میں موثر کردار ادا کر رہی ہیں ۔ دور جدید میں ان زبانوں کے لیے لاطینی و عربی دونوں خطوں کی اہمیت مسلمہ اور عربی رسم الخط کا مستقبل مذکورہ اداروں کے حوالہ سے روشن تر ہے ۔ صرف عربی رسم الخط ہی افریقی ثقافت و تشخص کی صحیح نمائندگی کر سکتا ہے کیونکہ اس کی جڑیں افریقہ میں ہیں نہ کہ لاطینی رسم الخط کی طرح بیرون افریقہ ۔ نیز عربی زبان اور رسم الخط کو بنیاد بناتے ہوئے افریقہ کی تمام چھوٹی بڑی زبانوں اور بولیوں کو جن کی تعداد سینکڑوں ہزاروں ہے مشترکہ ابجد کی بناء پر باہم مربوط کر کے ماضی کے علوم و فنون سے بھی ان کا رابطہ موثر طور پر قائم کیا جا سکتا ہے اور مستقبل میں تمام افریقی زبانوں کو قریب تر لایا جا سکتا ہے ۔

۱۔ منظمة الوحدة الافريقية یا افریقی اتحادکی تنظیم نےجو کم وبیش پچاس افریقی ممالک

کی نمائندہ ہے عربی کو اپنی سرکاری زبان قرار دیا ہے۔ اس طرح عربی زبان کو براعظم افریقہ کی نمائندہ و رابطہ زبان کی حیثیت سے منفرد و مسلمہ حیثیت حاصل ہوچکی ہے۔ عربی کے علاوہ انگریزی و فرانسیسی بھی اس کی سرکاری زبانیں ہیں مگر وہ یورپی زبانیں ہیں افریقی نہیں ۔ جوں جوں عربی فروغ پا رہی ہے ان کی اہمیت میں کمی واقع ہو رہی ہے ۔ جیسا کہ مصر ، سوڈان ، الجزائر ، تونس ، مراکش ، لیبیا ، موریطانیہ صومالیہ ، جیبوتی اور جزر القمر جیسے ممالک کا معاملہ ہے اور حقیقت یہ کہ عربی کے علاوہ کوئی افریقی زبان فی الفور عوامی ، ثقافتی ، قومی ، سرکاری ، تعلیمی اور بین الاقوامی سطح پر انگریزی و فرانسیسی وغیرہ مغربی زبانوں کا نعم البدل قرار نہیں پا سکتی اور نہ افریقہ میں رابطہ کی زبان کی حیثیت سے عوامی سطح پر رائج ہو سکتی ہے ۔ ہزاروں افریقی زبانوں اور لہجوں کی موجودگی میں عربی کو افریقہ میں وہی اہمیت و حیثیت عملاً حاصل ہے جو برصغیر میں اردو کو ۔ افریقہ کے پیچیدہ لسانی مسائل میں عربی کی اہمیت و افادیت کا اندازہ درج ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے :

''اما اللغات الافريقية فهي قضية معقدة ففى افريقيا نحو ألفى لغة وينخفض هذا الرقم الى النصف اذا ما أدمجنا اللغات المشتركة في الاصول وتعدد اللغات في افريقيا يجعلها اكثر مناطق العالم تعقيداً ففى افريقية الغربية والوسطى توجد لغة مختلفة كل ٥٠ ميلا واجمالا يمكن القول أن هناك حوالى خمسين لغة رئيسية وأكثر من ألف لغة فرعية وتندرج اللغات الرئيسية فى مجموعة الاسر اللغوية وهى اسرة اللغات السامية واسرة اللغات الحامية واسرة اللغات السودانية واسرة لغات البانتو واسرة اللغات الموتية أو كما تسمى لغات النبرات وتعدد اللغات هى مشكلة التعليم الرئيسية بالقارة'' [۱] ۔

ترجمہ : افریقی زبانوں کا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے کیونکہ افریقہ میں تقریباً دو ہزار زبانیں ہیں اور یہ عدد نصف رہ جاتا ہے ۔ اگر ہم ان زبانوں کو یکجا رکھیں جو اصول میں مشترک ہیں ۔ افریقہ میں زبانوں کی بڑی تعداد اسے دنیا کے تمام خطوں سے زیادہ پیچیدہ خطہ بنا دیتی ہے ۔ مغربی اور وسطی افریقہ میں ہر پچاس میل کے فاصلے پر ایک مختلف زبان پائی جاتی ہے ۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہاں پچاس کے لگ بھگ بڑی زبانیں اور ایک ہزار سے زائد لسانی شاخیں ہیں ۔ بڑی بڑی زبانیں مختلف لسانی

۱۔ سید عبدالمجید بکر ۔ المشاكل الاجتماعية بافريقيا و وسائل علاجها مطبوعة مجلة الرابطة مكة دسمبر ۱۹۸۳ء ، ص ۵۰ ۔

گروہوں میں مدغم ہیں جن کے نام یہ ہیں ؛ سامی زبانوں کا گروپ ، حامی زبانوں کا گروپ ، سودانی زبانوں کا گروپ ، بانتو زبانوں کا گروپ اور سوتی زبانوں کا گروپ یا جیسا کہ انھیں نبراتی زبانوں کا نام بھی دیا جاتا ہے زبانوں کی کثرت افریقہ میں تعلیم کا سب سے بڑا مسئلہ ہے -

مذکورہ بالا نکات و حالات کے حوالہ سے عربی زبان ''لغة الوحدة والثقافة الافریقیة'' کی حیثیت سے بڑی انفرادیت و اہمیت کی حامل ہے - جسے مشترکہ ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے اختیار کر کے بہت سے مسائل حل کیے جا سکتے ہیں - غیر عربی دان افریقیوں کے لیے انگریزی و فرانسیسی ذریعہ تعلیم کی نسبت عربی ذریعہ تعلیم ابتداء سے اعلی سطح تک بدرجہا زیادہ آسان ہے - کیونکہ عربی زبان و رسم الخط کا ان کی مادری و ملکی زبانوں سے براہ راست رابطہ ہے - نیز یہ زبان اور رسم الخط عرب و مسلم ممالک سے بھی لسانی طور پر مربوط کر کے تیسری دنیا کے لسانی تشخص کو اجاگر کرنے کا ذریعہ مشترک بن رہے ہیں - اقوام متحدہ کی بھی یہی ایک ایسی تسلیم شدہ سرکاری زبان ہے - جس کا تعلق عالم افریقہ سے ہے پس افریقی ممالک بتدریج عربی کو بلا امتیاز مذہب و ملت فروغ دینے کے لیے کوشاں ہیں - اور عربی براعظم افریقہ کی مشترکہ علمی و ثقافتی زبان کی حیثیت سے بتدریج اپنائی جا رہی ہے -

۱۳- لغة الاقلیات المسلمة

عربی عالم عرب و اسلام و افریقہ کی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ باقی دنیا کے تمام ممالک میں پھیلی ہوئی مسلم اقلیتوں کی بھی دینی و ثقافتی زبان ہے - اس سلسلے میں بھارت ، چین اور روس کی اقلیتیں اہم ترین ہیں - کیونکہ ان ممالک میں بعض اندازوں کے مطابق بالترتیب پندرہ ، دس اور پانچ کروڑ مسلمان ہیں - نیز یہ تینوں ملک عالم اسلام سے جغرافیائی طور پر متصل ہیں -

۱- بھارت

بھارت میں دہلی سے کلکتہ و مدارس تک ملک بھر میں مسلمانوں نے عربی و دینی علوم کے ہزاروں مدارس قائم کر رکھے ہیں - جن میں دارالعلوم دیوبند اور ندوة العلماء لکھنو جیسے عالمی اہمیت و شہرت کے حامل ادارے بھی شامل ہیں - ان مدارس و معاہد میں ہر سال ہزاروں طلبہ عربی زبان و ادب اور علوم اسلامیہ کی تعلیم مکمل کرتے ہیں پھر اپنے اپنے علاقوں میں درس و تدریس ، تبلیغ دین ، عربی زبان کے فروغ اور ناظرہ قرآن پڑھانے کے کام میں مشغول ہو جاتے ہیں - اس طرح بھارت میں لاکھوں مسلم علماء و طلبہ علوم دین کے لیے مصروف کار ہیں - اور ہر سال ان میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے - دارالعلوم دیوبند کا نام گزشتہ ایک صدی

سے جامعۃ الازہر کے بعد دوسرے عالمی شہرت یافتہ مرکز علوم اسلامیہ و عربیہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ یہ عملاً ایک بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت سے برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش ، افغانستان ، برما ، نیپال ، وسطی ایشیا اور دیگر ممالک کے طالبان علوم دینیہ و عربیہ کا مرکز و محور رہا ہے اور اب بھی بڑی حد تک اپنی یہ حیثیت برقرار رکھے ہوئے ہے ۔ ندوۃ العلماء لکھنو عربی زبان و ادب اور علوم دینیہ کا ایک ایسا عالمی شہرت یافتہ مرکز ہے جس کے فارغ التحصیل ہزاروں اہل علم و ادب کی عربی دانی عالم عرب میں مسلمہ ہے اور ندوۃ کی سند عالم عرب میں عربی زبان میں مہارت کی دلیل سمجھی جاتی ہے ۔ بھارت میں مسلمانوں کے قائم کردہ دیگر معروف عربی مدارس میں مدرسہ عالیہ کلکتہ ، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، مدرسۃ فرنگی محل اور مظاہر العلوم سہارنپور بطور اشارہ چند نام ہیں اپنی عظمت کے لحاظ سے اس نوعیت کا ہر مدرسہ برصغیر کی علمی ، فکری اور دینی تاریخ کا درخشاں باب ہے[1] ۔

۲۔ دینی مدارس کے علاوہ بھارت کے کروڑوں مسلمان قرآن کی تلاوت ، نماز اور دیگر عبادات کے لیے عربی زبان ایک حد تک سیکھتے ہیں ۔ اور عربی رسم الخط سے واقف ہو جاتے ہیں ۔ اس طرح بھارت کے پندرہ کروڑ مسلمان دینی ضروریات کے لیے عربی سے وابستہ ہیں اور ان میں دینی و عالمی وجوہ کی بناء پر عربی زبان سے زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کرنے کا رجحان روز افزوں ہے ۔

۳۔ بھارت کے لا تعداد اسکول اور کالج سطح کے تعلیمی اداروں میں عربی زبان و ادب کی تدریس جاری ہے اور یونیورسٹیوں میں بھی عربی زبان و ادب کی اعلی تعلیم کے شعبے قائم ہیں ان میں جامعۃ عثمانیہ حیدر آباد دکن ، جامعہ ملیہ دہلی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جیسے مسلمانوں کے قائم کردہ عظیم ادارے بھی ہیں اور الہ آباد یونیورسٹی ، کلکتہ یونیورسٹی اور دہلی کی یونیورسٹی جیسے عظیم الشان تعلیمی مراکز بھی اور عربی زبان و ادب کے طلبہ میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل ہیں ۔

۱۔ برصغیر میں عربی زبان و ادب کے سلسلے میں بعض اہم کتب درج ذیل ہیں :

(۱) عبدالحی لکھنوی کی ''الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند'' اور ''نزہۃ الخواطر'' ۔

(۲) زبید احمد کی ''عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ'' ۔

(۳) جامعہ پنجاب کی ''تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند'' ، جلد دوم (عربی ادب) ۔

(۴) ڈاکٹر محمد اسحاق کی ''حدیث لٹریچر میں پاک و ہند کا حصہ'' ، (انگریزی) ۔

۴- بھارت کے طول و عرض میں ہر جگہ بولی اور سمجھی جانے والی اردو زبان پر عربی کے گہرے اثرات ہیں - بھارت کا گزشتہ دو صدیوں کا بہت سا علمی سرمایہ اس زبان میں ہے- اس سے پہلے کے علوم و فنون کا کافی حصہ فارسی میں ہے- یہ دونوں زبانیں عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں - اور ان کے الفاظ و اصطلاحات کا بیشتر ذخیرہ بھی عربی الاصل ہے - تمام تر مشکلات کے باوجود کئی ملین بھارتی ہندو اور مسلم اردو لکھنا پڑھنا جانتے ہیں - اور اردو بھارت میں وسیع پیمانے پر متعارف ہے - نیز گزشتہ دو صدیوں کا علمی و ادبی اردو سرمایہ کروڑوں ہندی خوان افراد کی خاطر دیوناگری رسم الخط میں بتدریج منتقل کیا جا رہا ہے اس طرح عربی الفاظ و اصطلاحات کا عظیم الشان ذخیرہ فارسی ذخیرہ کے ہمراہ ہندی خوان بھارتی تعلیم یافتہ طبقہ تک منتقل ہو رہا ہے - اور ہندی پر عربی زبان کے اثرات میں اضافہ کا باعث ہے - عوامی سطح پر پورے بھارت میں فلموں ، نغموں اور عام بول چال میں ہندوستانی یا ہندی کے نام سے جو زبان رائج ہے وہ عربی فارسی الفاظ سے پر ہے -

۵- بھارت کے عرب ممالک کے ساتھ وسیع تعلیمی ، تجارتی ، معاشی ، ثقافتی اور سیاسی روابط ہیں - نیز عرب ممالک میں موجود لاکھوں بھارتی ہندو مسلم سکھ باشندے عربی زبان سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں - ایران و پاکستان میں عربی کو لازمی تعلیمی مضمون قرار دلیے جانے کے بعد بھارت کی سرحد سے افریقہ کے دور دراز علاقوں تک پھیلے ہوئے جغرافیائی طور پر متصل ممالک کے حوالہ سے عربی بھارت کے لیے پہلے سے بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے جس میں پاکستان کے مقابلے میں عرب ممالک کے ساتھ زیادہ اقتصادی و سیاسی روابط کی خواہش مزید اضافہ کر رہی ہے -

پس جغرافیائی ، سیاسی ، ثقافتی ، معاشی اور دیگر وجوہ کی بناء پر عربی زبان بھارت کی مسلم اقلیت کے لیے اہم ہونے کے علاوہ قومی اہمیت کی بھی حامل ہے اور ہندی و انگریزی کے بعد ملکی اور بین الاقوامی حوالوں سے عملاً عربی سب سے زیادہ فروغ پذیر ہے - انتہائی اہم افریشیائی زبان ہونے کی بناء پر اس بات کا کافی امکان ہے کہ عربی کو بھی کسی مرحلے پر بعض تعلیمی مدارج میں لازمی قرار دے دیا جائے- یا اہم اختیاری زبان کی حیثیت سے وسیع تر پیمانے پر اس کی تدریس کی جائے

چین

چین میں مسلمان زیادہ تر مشرقی ترکستان یا سنکیانگ کے خود مختار علاقے میں ہیں جو شاہراہ ریشم کے ذریعے پاکستان سے متصل ہے - چین کے کروڑوں مسلمان عربی زبان و رسم الخط سے دینی وابستگی رکھتے ہیں - خواہ وہ سنکیانگ میں ہوں یا بیجنگ اور شنگھائی کے باشندے- پاکستان ، ایران اور ترکیہ میں عربی

زبان کے فروغ کے لیے فیصلہ کن سرکاری اقدامات کے بعد اب چین بھی پاکستان سے افریقہ تک پھیلی ہوئی عربی دان قوموں سے براہ راست متصل ہے۔ گذشتہ صفحات میں مذکور چین میں عربی درس و تدریس، مسلم اقلیت کی عربی زبان و رسم الخط سے گہری وابستگی، نیز مقامی زبانوں پر عربی کے اثرات کے علاوہ قومی سطح پر بھی جغرافیائی، سیاسی، معاشی، ثقافتی اور افریشیائی تقاضوں کی بناء پر عربی زبان کی اہمیت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور بھارت کی طرح عربی چین میں بھی چینی و انگریزی کے ساتھ ساتھ انتہائی اہم افریشیائی زبان کی حیثیت سے بتدریج فروغ پذیر ہے۔ اور مستقبل میں یہ بات خارج از امکان نہیں کہ بعض تعلیمی مدارج میں لازمی یا اہم اختیاری زبان کی حیثیت سے وسیع پیمانے پر اس کی تدریس کی جائے۔

روس

سوویت یونین میں روسی ترکستان و دیگر علاقوں میں موجود کروڑوں مسلمانوں کی بھی عربی رسم الخط اور زبان سے دینی وابستگی ہے۔ اور ماضی کا لٹریچر بھی عربی رسم الخط میں ہے۔ نیز مقامی زبانوں پر عربی کے گہرے اثرات ہیں۔ مسلم عوام میں نماز، تلاوت قرآن اور دیگر عبادات کے حوالہ سے عربی زبان کی اہمیت مسلمہ ہے۔ جتنا کچھ اسلامی درس و تدریس کا سرکاری نظام موجود ہے مثلاً مدرسہ میر عرب بخارا وغیرہ وہ بھی عربی زبان کے فروغ کا باعث ہے۔ روس میں موجود کروڑوں مسلمانوں کے علاوہ قومی سطح پر بھی عربی جغرافیائی، لسانیاتی، اقتصادی، ثقافتی اور افریشائی وجوہ کی بناء پر روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کر رہی ہے۔ جس کی ایک مثال ریاست جارجیا میں عربی کی تدریس کے سلسلے میں گذشتہ صفحات میں دی جا چکی ہے۔ پس روسی زبان کے ساتھ ساتھ مستقبل میں بعض تعلیمی مدارج میں عربی کی لازمی یا وسیع تر اختیاری تدریس غیر متوقع نہیں۔ ویسے بھی عربی کو دستور ایران میں لازمی مضمون کی حیثیت دیئے جانے کے بعد اب سوویت یونین عربی دان قوموں سے جغرافیائی طور پر براہ راست متصل ہے۔ اور اس کے لیے عربی مزید اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ جس میں پاکستان و ترکیہ میں فروغ عربی کے لیے حالیہ اقدامات نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔

بھارت، چین اور روس عالم اسلام اور عربی دان اقوام سے متصل انتہائی اہم بین الاقوامی طاقتیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میں کروڑوں مسلمان بستے ہیں۔ اور عربی زبان کی ان ممالک کے لیے، مسلم اقلیت اور قومی تقاضوں کے حوالے سے دوہری اہمیت ہے۔ ان ممالک کے علاوہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی مسلمان اقلیتیں خواہ وہ برما، نیپال، تھائی لینڈ، سری لنکا، فلپائن، ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ،

فرانس، جرمنی اور یوگو سلاویہ کی طرح تعداد کے لحاظ سے کئی ملین ہوں یا جاپان، شمالی کوریا ، کمبوڈیا ، ویت نام ، آسٹریلیا ، ھانگ کانگ وغیرہ کی طرح چند ہزار یا چند لاکھ مسلمانوں پر مشتمل ہر جگہ عربی زبان دینی زبان کی حیثیت سے نماز ، قرآن مجید اور دیگر دینی حوالوں سے حتی الامکان سیکھی سیکھائی جاتی ہے اور ہر ملک میں عربی زبان کی تعلیم اور دینی علوم کی ترویج کے لیے مدارس و مراکز قائم ہیں - عربی زبان کی ان اقلیتیوں کے ہاں دینی قدر و قیمت کا اندازہ اس وقت بخوبی لگایا جا سکتا ہے - جب بین الاقوامی اسلامی کانفرنسوں اور اجتماعات کے موقع پر مختلف چھوٹی بڑی مسلم اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے مندوبین فصیح عربی میں گفتگو اور خطاب کرتے ہیں - حالانکہ ان کا عالم عرب و اسلام اور براعظم افریقہ سے کوئی جغرافیائی اتصال نہیں ہوتا - نیز اب سعودی عرب ، مصر اور دیگر مسلم ممالک کے تعلیمی اداروں میں مسلم اقلیتی ممالک کے طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد سے بھی ان ممالک کے مسلمانوں کی اسلام اور عربی سے گہری وابستگی کا اظہار ہوتا ہے - پس عربی زبان دنیا کے تمام براعظموں اور ممالک سے تعلق رکھنے والی زبان ہے جہاں کہیں بھی کوئی مسلمان موجود ہے وہیں عربی زبان ، نماز ، قرآن اور دیگر حوالوں سے موجود ہے - عربی زبان کے ہر مسلمان سے تعلق کے بارے میں امام ثعالبیؒ کا قول ہے :

"من احب الله تعالی احب رسوله محمداً صلی الله علیه وسلم ومن احب الرسول العربی احب العرب ومن احب العرب احب العربیة التی بها انزل افضل الکتب علی افضل العرب والعجم"[۱] .

ترجمہ : جو اللہ تعالی سے محبت کرتا ہے وہ اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا اور جس نے رسول عربی سے محبت کی وہ عربوں سے محبت کرے گا - اور جس نے عربوں سے محبت کی وہ عربی سے محبت کرے گا - جس میں افضل ترین کتاب عرب و عجم کی افضل ترین شخصیت پر نازل کی گئی -

۳ - لغة آسیویة افریقیه

عربی بیک وقت براعظم افریقہ و ایشیا کے کروڑوں باشندوں اور متعدد ممالک کی زبان ہے اور دونوں براعظموں سے یکساں طور پر گہرا تعلق رکھتی ہے - یہ بیک وقت افریقی اور ایشیائی زبان ہے - کسی اور زبان کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے یہ سعودی عرب ، یمن ، عراق ، اردن ، شام اور کویت جیسے ایشیائی ممالک سے بھی اتنا ہی گہرا تعلق رکھتی ہے جتنا مصر ، سوڈان ، لیبیا ، الجزائر ، تونس اور

۱- بحوالہ محمود عبداللہ المصری - اللغة العربیة فی پاکستان ، ص د

مراکش جیسے افریقی ممالک سے ۔ اس طرح یہ افریشائی اتحاد کی مشترکہ لسانی بنیاد اور مغربی زبانوں کا افریشائی نعم البدل ہے ۔

۱۵۔ لغۃ الامم المتحدۃ

عربی اب اقوام متحدہ کی تسلیم شدہ چھ سرکاری زبانوں میں سے ایک ہے ان چھ زبانوں کے نام یہ ہیں : (۱) عربی (۲) انگریزی (۳) فرانسیسی (۴) روسی (۵) ہسپانوی (۶) چینی ۔ اس سلسلے میں مجلہ ''اللسان العربی'' نے درج ذیل تفصیل دی ہے ۔

[العربیۃ لغۃ رسمیۃ فی مجلس الامن الدولی

''وفق بالاجماع فی جلسة مغلقة لمجلس الامن الدولی . ۲ دیسمبر / کانون الاول ۱۹۸۲ء علی اعتبار اللغة العربیة لغة رسمیة یتد اول بها اعضاء المجلس الخمسة عشر. وقد جاء هذا بناء علی قرارللجمعیة العامة للامم المتحدة قدمته الی مجلس الامن فی سبتمبر ایلول ۱۹۸۰ء توصی فیه باعطاء العربیة ذات الصفة بلمعطاة لنغات الرسمیة الاخری (الانکلیزیة ، والفرنسیة والاسبانیة والروسیة والصینیة) المعمول بها فی المجلس وذلک لتعزیز وتطویر العمل فی هیئة الامم المتحدة بحیث یصبح اکثر فعالیة وشمولاً''][1] .

ترجمہ : ۲۰ دسمبر / کانون الاول ۱۹۸۲ء کو سلامتی کونسل کے ایک بند اجلاس میں اتفاق رائے سے عربی کو سرکاری زبان قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا جسے کونسل کے پندرہ ارکان باہم استعمال کر سکیں گے ۔ یہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی اس قرار داد کی بناء پر کیا گیا ہے جو اس نے ستمبر / ایلول ۱۹۸۰ء میں سلامتی کونسل کو پیش کی تھی اور جس میں عربی زبان کو بھی وہی مقام دینے کی سفارش کی گئی تھی جو دیگر سرکاری زبانوں (انگریزی ، فرانسیسی ، ہسپانوی ، روسی اور چینی) کو اس میں حاصل ہے ۔ یہ اس وجہ سے کیا گیا ہے تاکہ اقوام متحدہ میں کام کو انقلابی اور محکم تر انداز میں کیا جا سکے اور اس کی فعالیت و عمومیت میں اضافہ ہو ۔

اس طرح گذشتہ چند سال کے دوران میں عربی کو سلامتی کونسل ، جنرل اسمبلی اور اقوام متحدہ کے دیگر اداروں میں سرکاری زبان کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے اور چینی و مذکورہ بالا چار یورپی زبانوں کے علاوہ یہ دنیا کی واحد زبان ہے جسے اقوام متحدہ نے سرکاری حیثیت دے کر اس کی بین الاقوامی اہمیت تسلیم کر لی ہے ۔

۱۔ مجلة ''اللسان العربی'' الرباط ، العدد ۲۰ ص ۳۷۸ ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۶- لغۃ" عالمیۃ"

عالم عرب و اسلام و افریقہ ، اقلیات مسلمۃ اور اقوام متحدہ کے علاوہ بھی عربی زبان دنیا بھر میں بتدریج فروغ پا رہی ہے - مثلاً برطانیہ کے بارے میں ایک خبر ہے -

''لندن ۱۶ دسمبر (پ پ ا) برطانیہ کے پبلک سکولوں میں سے کچھ میں برطانوی طلبہ کو عربی پڑھانے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں - اس تجرباتی سکیم کے لیے سرمایہ عرب برٹش چیمبر آف کامرس نے فراہم کیا ہے''[۱] -

دوسری خبر بلجیم اور ہالینڈ کے بارے میں ہے -

''العربیۃ" فی بلجیکا و هولندا

فی اطار العلاقات الثقافیة المتبادلة بین المملکة المغربیة وهولندا ، وقع معالی الدکتور عز الدین العراقی وزیر التربیة الوطنیة مع وزیر الشئون الخارجیة الهولندی اتفاقاً ثقافیا ینص علی التزام هولندا بتدریس العربیة فی مدارسها الابتدائیة والثانویة والمهنیة ونظرا للاهتمام المتبادل بین المملکتین فی توطید وتجسید سبل التعاون فی المجالات الثقافیة والعلمیة والریاضیة کما تم توقیع اتفاق آخر لنفس الهدف بین المغرب وبلجیکا یوصی بضرورة اعتبار العربیة لغة اختیاریة فی المدارس البلجیکیة''[۲] .

ترجمہ : مراکش اور ہالینڈ کے مابین متبادل ثقافتی تعلقات کے ضمن میں وزیر تربیت ملی جناب ڈاکٹر عز الدین عراقی نے ہالینڈ کے وزیر امور خارجہ کے ہمراہ ایک ثقافتی معاہدہ پر دستخط کیے ہیں جس کی رو سے ہالینڈ اپنے پرائمری ، ہائی اور پیشہ ورانہ سکولوں میں عربی کی تدریس کا انتظام کرے گا - ایسا دونوں مملکتوں کے درمیان ثقافتی ، علمی اور کھیل کے میدانوں میں تعاون کی راہوں کو محکم اور مضبوط بنانے کے اہتمام کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے - نیز اسی مقصد کی خاطر مراکش اور بلجیم کے درمیان بھی ایک اور معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں جس میں بلجیم کے سکولوں میں عربی کو اختیاری زبان کی حیثیت دینے کی سفارش کی گئی ہے -

چین میں سرکاری خبر رساں ایجنسی شنھوا (نیا چین) نیوز ایجنسی جو ایک ارب سے زائد آبادی کے عظیم ملک میں اندرون و بیرون ملک خبروں کی ترسیل کرتی ہے

۱- نوائے وقت لاہور ۱۷ دسمبر ۱۹۸۳ء -
۲- مجلة اللسان العربی الرباط عدد ۲۰ ، ۱۹۸۳ء ، ص ۳۲۸ -

درج ذیل زبانیں استعمال کرتی ہے -

"بیرون ملک خبروں کی ترسیل بنیادی طور پر انگریزی میں ہوتی ہے تاہم فرانسیسی ، ہسپانوی ، عربی اور روسی سروسیں بھی موجود ہیں - ان زبانوں میں یہ ایجنسی ہر روز دس ہزار سے ۳۰ ہزار الفاظ تک خبریں جاری کرتی ہے"[1] -

مزید درج ہے -

"بیجنگ میں شنھوا ہر روز چینی ، انگریزی ، فرانسیسی ، ہسپانوی ، عربی اور روسی میں خبر نامہ اور چینی ، انگریزی اور فرانسیسی میں غیر ملکی ایجنسیوں اور اخبارات کی خبریں شائع کرتی ہے"[2] -

دیگر زبانوں کے ساتھ ساتھ عربی میں مجلات بھی شائع کیے جاتے ہیں -

"تعمیر چین-چین کے بارے میں جامع ماہنامہ انگریزی، فرانسیسی، جرمن، عربی، پرتگالی اور چینی زبانوں میں شائع ہوتا ہے"[3] -

"چین باتصویر - بڑی تقطیع کے اس باتصویر ماہنامہ کے چینی ، منگول ، تبتی ، ویغور ، قزاق ، کوریائی ، انگریزی ، فرانسیسی ، جرمن ، ہسپانوی ، اطالوی ، سویڈش ، روسی ، جاپانی ، عربی ، ہندی ، اردو ، سواحلی اور رومانوی ایڈیشن ۱۵۹ ملکوں اور خطوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں"[4] -

اس طرح افریقی زبانوں میں سے عربی و سواحلی اور اہم غیر ملکی ایشیائی زبانوں میں سے عربی ، ہندی ، اردو ، جاپانی اور کوریائی میں یہ ماہنامہ شائع کیا جاتا ہے -

چین، روس، امریکہ، برطانیہ ، فرانس ، مغربی جرمنی ، بلجیم ، ہالینڈ ، بھارت ، جاپان اور دیگر غیر مسلم ممالک میں ذرائع ابلاغ عامہ کی عربی نشریات، عربی کتب و مجلات کی اشاعت اور عربی زبان کی تدریس کا سلسلہ روز افزوں ہے جس کا کچھ اندازہ مذکورہ معلومات سے لگایا جا سکتا ہے

ان ممالک میں عربی زبان کو سیاسی ، ثقافتی ، جغرافیائی ، اقتصادی اور دیگر وجوہ کی بناء پر روز بروز زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے - اور اس بات کا کافی امکان ہے کہ عربی جلد یا بدیر غیر مسلم اکثریت کے تمام ممالک میں لازمی یا اختیاری زبانوں کے گروپ میں اسکولوں کی سطح پر شامل کر لی جائے گی -

---

۱- چھی ون - چین ایک عام جائزہ مطبوعہ غیر ملکی زبانوں کا اشاعت گھر بیجنگ - ۱۹۸۴ء ص ۲۷۳ -

۲- ایضاً -

۳- ایضاً ص ۲۸۳ -

۴- ایضاً -

۱۷- أم اللغات الباکستانیه"

پاکستان کے لیے عربی زبان علاقائی و قومی لسانیات کے حوالے سے بھی بنیادی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ پاکستان کی قومی و رابطہ زبان اردو نیز تمام علاقائی زبانوں اور بولیوں کا نہ رسم الخط عربی ہے بلکہ الفاظ و اصطلاحات کا اکثر و بیشتر ذخیرہ بھی عربی زبان سے ماخوذ ہے ان زبانوں کو کماحقہ سیکھنے کے لیے عربی زبان اور اس کے قواعد و لغت سے بنیادی واقفیت ناگزیر ہے -

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فارسی کے بھی مختلف زبانوں اور لہجوں پر گہرے اثرات ہیں - لیکن درحقیقت فارسی کے زیادہ تر اثرات بھی عربی الاصل ہیں اور اس حقیقت کا اعتراف ایران میں یوں کیا گیا ہے کہ عربی کو لازمی قرار دینے کے لیے قرآن و علوم معارف اسلامی کی زبان کے ساتھ ساتھ اساس زبان فارسی بھی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں ذکر ہو چکا ہے - کہ ''ادبیات فارسی کاملاً با آں آمیختہ است'' -

پس پاکستان کی قومی و علاقائی زبانوں اور بولیوں میں عربی زبان و ادب کی مکمل آمیزش ہے اور ان کے لیے علم لسانیات کی رو سے عربی کی ویسی ہی حیثیت ہے - جیسی مغربی زبانوں کے لیے لاطینی و یونانی کی - ان پاکستانی زبانوں کے نام درج ذیل ہیں اور تمام کی تمام عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں :

۱- اردو ۲- پنجابی ۳- سندھی ۴- پشتو ۵- بلوچی ۶- بروھی ۷- کشمیری ۸- بلتی ۹- شینا ۱۰- فارسی -

۱۸- اساس اللغات الکثیرة

دور جدید میں عربی دنیا کی لا تعداد چھوٹی بڑی زبانوں کی بنیاد ہے یہ زبانیں زیادہ تر ایشیا اور افریقہ سے تعلق رکھتی ہیں ان زبانوں کا رسم الخط عربی ہے اور الفاظ و اصطلاحات کا بہت بڑا ذخیرہ عربی سے ماخوذ ہے - جن زبانوں کا رسم الخط یورپی استعمار یا یورپ سے متاثر قوم پرست ارباب اختیار کے دور میں لاطینی سے بدل دیا گیا ان کا بھی ماضی قریب تک کا صدیوں کا لٹریچر عربی رسم الخط میں ہے اور ان زبانوں سے کماحقہ واقفیت کے لیے قدیم عربی رسم الخط اور موجودہ لاطینی رسم الخط پر عبور ناگزیر ہے ان زبانوں کی کچھ تفصیل یوں ہے -

(ا) السنة اربعة (اردو ، فارسی ، ترکی ، بھاسا اندونیسیا)

۱- **اردو :** پاکستان ، بھارت اور بنگلہ دیش کے نوے کروڑ باشندوں نیز بعض دیگر علاقوں میں بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے -

۲- **فارسی :** ایران ، افغانستان ، وسط ایشیا اور بعض دیگر علاقوں کے کم و بیش دس کروڑ باشندوں میں بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے -

۳- **ترکی :** ترکیہ ، چینی ترکستان ، روسی ترکستان اور بعض دیگر علاقوں کے کم و بیش دس تا پندرہ کروڑ باشندوں کی زبان ہے -

۴- **بھاسا اندونیسیا :** انڈونیشیا ، ملائیشیا ، برونائی ، سنگاپور اور بعض دیگر علاقوں کے تقریباً بیس کروڑ باشندوں کی زبان ہے - جسے انڈونیشیا میں بھاسا اندونیسیا ، ملائیشیا میں بھاسا ملائشیا کا نام دیا گیا ہے -

یہ چاروں زبانیں علمی ، ادبی ، عددی ہر لحاظ سے دنیا کی اہم ترین زبانوں میں سے ہیں - انھیں اپنے علاقوں میں وہی مقام حاصل ہے جو مغرب میں انگریزی ، فرانسیسی ، جرمن اور ہسپانوی کو - ان چاروں زبانوں پر عربی زبان و خط کے گہرے اثرات ہیں - اردو اور فارسی صرف عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں اور ان کے الفاظ و اصطلاحات کا بہت بڑا ذخیرہ عربی سے ماخوذ ہے - ان دونوں کا قدرے تفصیلی ذکر گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے -

ترکی زبان ۱۹۲۸ء سے پہلے صدیوں تک صرف عربی رسم الخط میں لکھی جاتی رہی ہے - ۱۹۲۸ء میں اس کا رسم الخط لاطینی کر دیا گیا تاہم لاکھوں کتب پر مبنی عربی رسم الخط میں موجود ترکی لٹریچر سے استفادہ اور ماضی و حال کو مربوط کرنے کے لیے ازسرنو عربی زبان و خط کی اہمیت تسلیم کی جا رہی ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور عربی رسم الخط مسلسل فروغ پذیر ہے - پس ترکی زبان عربی و لاطینی دونوں خطوط سے وابستہ عظیم زبان ہے جس کے الفاظ و اصطلاحات کا بہت بڑا ذخیرہ عربی سے ماخوذ ہے - اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صدیوں تک عربی اور ترکی سلطنت عثمانیہ میں ساتھ ساتھ رائج رہی ہیں -

چینی و روسی ترکستان میں بھی کیمونسٹ انقلاب کے بعد ترکی اور دیگر مسلم زبانوں کے عربی رسم الخط کو لاطینی ، روسی اور چینی خطوں سے بدل دیا

گیا - تاہم اب اس سلسلے میں بالخصوص چین میں پابندیاں نرم کی جا رہی ہیں - اور علمی و ثقافتی ضروریات کے لیے روس میں بھی یہ خط ازسرنو فروغ پذیر ہے - ان دونوں علاقوں کا ماضی قریب تک کا تمام لٹریچر خط عربی میں ہے - عربی رسم الخط کی یورپ و ایشیا کے ترک مسلمانوں کے نزدیک کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ ''روس میں مسلمان قومیں'' کے مصنف کے اس اقتباس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے :

''اسلام کا آفتاب جب سے ایشیا ، ایدل اورال ، قفقاز اور روس کے زیر نگیں دوسرے علاقوں کے افق پر طلوع ہوا - ترک مسلمانوں کا رسم الخط عربی چلا آ رہا تھا اس رسم الخط میں ان کے لٹریچر کا عظیم سرمایہ تھا - اس کے ذریعے وہ اپنے ماضی سے بھی وابستہ تھے اور عالمی اسلامی برادری کے ساتھ بھی ان کا تہذیبی و ثقافتی رشتہ برقرار تھا - اس رسم الخط نے نہ صرف دوسری مسلمان قوموں کے ساتھ ان کے روابط قائم رکھے بلکہ انہیں علمی و فکری وحدت عطا کرنے میں بھی زبردست کردار ادا کیا پھر یہ ان کی دینی زبان کا رسم الخط تھا - قرآن کریم ، احادیث رسول اور دوسری دینی کتابیں اسی رسم الخط میں تھیں اور اس کی بدولت دین کی گرفت ان کے قلب و ذہن پر مضبوط تھی''[۱] -

آگے لکھتے ہیں :

''۱۹۲۶ء میں مرکزی کمیونسٹ پارٹی نے تمام ترک علاقوں میں عربی رسم الخط کو ختم کر کے لاطینی رسم الخط رائج کرنے کی قرارداد منظور کی''[۲] -

پس روس میں ۱۹۲۶ء ، ترکیہ میں ۱۹۲۸ء اور چین میں بعد ازاں عربی رسم الخط کو بدلا گیا - مگر اب بدلتے ہوئے بین الاقوامی اور ملکی حالات میں عربی رسم الخط ان ممالک میں ایک بار پھر فروغ پذیر ہے ، اور اس پر عائد پابندیاں بتدریج نرم کی جا رہی ہیں - اور خلاصہ القول یہ کہ ترکی زبان پر بھی اردو و فارسی کی طرح عربی زبان و خط کے بہت گہرے اثرات ہیں - بیسویں صدی کے آغاز تک صرف عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی اور اب بھی ترکی زبان کے ماضی و حال کے حوالہ سے عربی و لاطینی دونوں خطوں کی اہمیت مسلمہ ہے - بھاسا اندونیسیا، بھاسا ملائشیا وغیرہ جو ایک ہی زبان کے ملکی نام ہیں۔انڈونیشیا

۱- آباد شاہ پوری- روس میں مسلمان قومیں، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، نومبر ۱۹۷۶ء ، ص ۲۷۵ -

۲- ایضاً ، ص ۲۷۷ -

میں ولندیزیوں کے دور سے پہلے تک عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی - اور اس پر عربی زبان کے گہرے اثرات ہیں - جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ انڈونیشیا میں برصغیر کے برعکس اسلام عربی دان تاجروں کے توسط سے پھیلا تھا - اور شافعی المذہب اہل سنت ہونے کی وجہ سے ان ممالک کے مسلمانوں کا علمی و دینی رجحان برصغیر کی بجائے مصر اور اس کی جامعۃ الازہر کی جانب زیادہ رہا - انڈونیشیا پر ولندیزیوں اور ملائشیا پر برطانوی استعمار کے تسلط کے دور میں بالترتیب ڈچ اور انگریزی زبانوں کے ساتھ ساتھ لاطینی رسم الخط کو بھی فروغ ملا - تاہم بھاسا بڑے پیمانے پر عربی رسم الخط میں ہی مقبول عام رہی - آزادی کے بعد سرکاری طور پر انڈونیشیا اور بعد ازاں ملائشیا میں بھی لاطینی رسم الخط کو ترجیح دی گئی مگر بھاسا کے لیے عربی رسم الخط بھی بدستور استعمال ہوتا رہا ہے اور چونکہ قرآن مجید ، عربی زبان و خط اور دینی درس و تدریس پر ترکیہ کی طرح کی پابندیاں نہ تھیں - نیز انڈونیشیا میں عربی زبان بڑے پیمانے پر متعارف تھی اس لیے عوامی سطح پر عربی رسم الخط اجنبی نہ بن پایا - اور غیر سرکاری سطح پر تحریر و مراسلت میں استعمال ہوتا رہا اور اب بھی ہو رہا ہے - بالخصوص دینی حلقوں میں اب بھی جب کہ سرکاری طور پر لاطینی خط کو اختیار کر لیا گیا ہے - عربی رسم الخط بھاشا کے لیے مستعمل ہے - ملائشیا میں تو عربی رسم الخط میں بعض اخبارات و رسائل بھی شائع کیے جا رہے ہیں - پس ماضی کے عظیم لٹریچر سے استفادہ اور دور جدید میں عملی صورت حال کے حوالہ سے بھاسا عربی و لاطینی دو خطوں میں لکھی جانے والی زبان ہے جس کے الفاظ و اصطلاحات کا بڑا ذخیرہ عربی سے ماخوذ ہے[1] -

پس اردو ، فارسی ، ترکی اور بھاسا اندونیسیا کے لیے عربی رسم الخط اور عربی زبان کی اہمیت لسانیات کے حوالہ سے وہی ہے جو انگریزی ، فرانسیسی ، ڈچ وغیرہ کے لیے لاطینی و یونانی کی- جس طرح یونانی و لاطینی کے بغیر مذکورہ یورپی زبانوں کو کماحقہ نہیں سیکھا جا سکتا اسی طرح عربی کے بغیر مذکورہ بالا چار زبانوں اور ان کے لٹریچر سے کامل واقفیت و استفادہ ممکن نہیں -

(ب) مذکورہ بالا چار زبانوں کے علاوہ بھی بہت سی ایشیائی زبانوں اور بولیوں مثلاً بلوچی ، پشتو ، سندھی ، بروھی ، کشمیری ، بلتی ، کردی ، ازبک ، آذری ، مالدیوی الخ پر عربی زبان و خط کے گہرے اثرات ہیں - نیز بنگلہ دیش کی بنگلہ زبان پر جو اب دیوناگری رسم الخط میں لکھی

۱- یہ معلومات جنوبی مشرقی ایشیا سے تعلق اور دلچسپی رکھنے والے بعض اصحاب سے ماخوذ ہیں - (مقالہ نگار)

جاتی ہے - وسیع پیمانے پر دینی کتب کے عربی اردو سے تراجم اور عرب ممالک سے بڑھتے ہوئے تعلقات کے بعد پہلے سے موجود عربی اثرات فروغ پذیر ہیں - ماضی میں اس سلسلے میں عظیم بنگالی شاعر قاضی نذر الاسلام کی شاعری ، علمائے دین اور عربی ، فارسی ، اردو دان پرانی نسل کے اہل علم و ادب نے شعوری و غیر شعوری طور پر اہم کردار ادا کیا ہے - تقسیم ہند سے قبل اس عربی فارسی مائل بنگلہ کو غیر مسلم اہل علم و ادب کی سنسکرت مائل بنگلہ کے مقابلہ میں بطور علامت "مسلم بنگلہ" کا نام بھی دیا جاتا رہا ہے - حال ہی میں طلبہ کو ملک بھر میں تلاوت قرآن مجید سکھانے کے لیے سرکاری سطح پر بھی اساتذہ کے تقرر جیسے اقدامات عربی زبان و رسم الخط کو نئی نسلوں میں وسیع پیمانے پر فروغ دینے میں معاون ہوں گے - نیز بنگلہ زبان کو عالم عرب و اسلام میں فروغ دینے کے لیے سرکاری طور پر عربی رسم الخط کو بنگلہ زبان کا ثانوی خط قرار دیا جانا بھی خارج از امکان نہیں -۱

(ج) براعظم افریقہ کی لاتعداد زبانیں جو یورپی استعمار سے پہلے تک صرف عربی رسم الخط میں لکھی جاتی رہی ہیں اور یورپی اقوام کے دور اقتدار میں ان کا خط جزوی یا کلی طور پر لاطینی سے بدل دیا گیا - آزادی کے بعد ایک بار پھر تمام افریقی زبانوں کے مشترکہ خط کے طور پر عربی رسم الخط کے احیاء و فروغ کے لیے کوششیں جاری ہیں - مثلاً صومالی ، ھاؤسا ، فولانی ، کانوری ، سواحلی ، ماندی ، وولوف ، الخ افریقی زبانوں پر عربی زبان و ادب کے گہرے اثرات پر گزشتہ صفحات میں تفصیلی بحث کی جا چکی ہے -

مذکورہ سابقہ تمام افریشیائی زبانوں کا الفاظ و اصطلاحات کا بہت بڑا ذخیرہ عربی سے ماخوذ ہے اور رسم الخط بھی عربی ہے - جن زبانوں کا رسم الخط ماضی قریب میں جزوی یا کلی طور پر لاطینی سے بدل دیا گیا ان کا بھی نہ صرف صدیوں کا علمی و ادبی سرمایہ عربی میں ہے بلکہ دور حاضر میں قومی و علمی ضروریات کے تحت لاطینی و عربی دونوں خطوں کی اہمیت تسلیم کی جا رہی ہے - اور عربی رسم الخط مختلف وجوہات کی بناء پر ان زبانوں کے بولنے والوں میں فروغ پذیر ہے ان سب زبانوں کو پوری طرح سیکھنے اور کماحقہ علمی استفادہ کے لیے علم لسانیات کی رو سے عربی لازمی و ناگزیر ہے - ایشیا و افریقہ کی ایسی تمام چھوٹی بڑی زبانوں کو عربی زبان و خط کے گہرے اثرات کی وجہ سے "مجموعة اللغات العربية" کا مشترکہ نام دیا جا سکتا ہے -

---

۱- اس وقت بھی لاکھوں بنگالی باشندے جن میں غالب تعداد دینی مدارس کے طلبہ و متخرجین کی ہے عربی رسم الخط میں بنگلہ لکھنے پر قادر ہیں اور عالم عرب و اسلام میں بنگلہ زبان کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں خود راقم الحروف نے پہلے خط عربی کے توسط سے چند ہی ماہ میں بنگلہ سیکھ لی اور دوسرے مرحلے میں اس کا موجودہ دیونا گری رسم الخط سیکھا (مقالہ نگار)

۱۹- لغۃ الاستشراق

عربی زبان علمی تحقیقات کے حوالہ سے انتہائی اہم زبانوں میں شمار ہوتی ہے - یورپ میں احیائے علوم کے بعد مشرقی اقوام اور ان کے علوم و فنون کے بارے میں جو علمی تحقیقات وسیع پیمانے پر ''استشراق'' کے نام سے شروع کی گئیں ان میں ابتداء سے ہی عربی کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے کیونکہ براعظم افریقہ و ایشیا کے لاتعداد ممالک کے اکثر علوم و فنون عربی زبان میں ہیں اور علمی و تاریخی تحقیقات کے لیے عربی زبان ناگزیر سمجھی جاتی ہے - چنانچہ یورپی ممالک میں بالعموم اور جرمنی ، برطانیہ اور فرانس کے تعلیمی اداروں میں بالخصوص عربی زبان و ادب کی درس و تدریس عرصہ دراز سے جاری ہے عربی کے بہت سے مخطوطات کو مستشرقین نے تحقیق و تدوین کے بعد دوبارہ طبع کیا اور عربی کتب کے مغربی زبانوں میں تراجم کئے نیز عربی زبان سیکھ کر مشرق و اسلامی علوم و فنون پر بیش قیمت کتب لکھیں ان مستشرقین کے افکار و مقاصد سے خواہ اتفاق نہ کیا جائے مگر ان کے کام کی علمی قدر و قیمت اور علوم مشرق کو مغرب میں روشناس کرانے کے سلسلے میں ان کے کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا - یورپ ہی کے انداز میں امریکہ کی یونیورسٹیوں میں بھی عربی و اسلامی علوم پر تحقیقات کی جا رہی ہیں - ان علمی تحقیقات کے سلسلے میں عربی زبان کی کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ مستشرقین کی تالیف کردہ عربی ڈکشنریوں پر ایک نظر ڈالنے سے کیا جا سکتا ہے - مثلاً

۱- معجم جیجاوس — (عربی - لاطینی) مطبوعہ میلان ۱۶۳۲ء (چار جلدیں)

۲- معجم جولیوس — (عربی - لاطینی) مطبوعہ لیدن ۱۶۵۳ء

۳- معجم مانینسکی — (عربی فارسی - ترکی - لاطینی - جرمن) مطبوعہ وی آنا ۱۷۸۰ء (چار جلدیں) -

۴- معجم فرأیتاغ — (عربی - لاطینی) مطبوعہ هلیس ۱۸۳۰ - ۱۸۳۷ء (چار جلدیں) -

۵- معجم کازیرسکی — (عربی - فرانسیسی) مطبوعہ پیرس ۱۸۶۰ء (دوجلدیں)

۶- معجم شربونوٗ — (عربی - فرانسیسی) مطبوعہ پیرس ۱۸۷۶ء

۷- معجم باد جر - (انگریزی - عربی) مطبوعہ ۱۸۸۱ء

۸- معجم لین — عربی ، انگریزی - یہ مستشرقین کی شائع کردہ سب سے بڑی عربی معاجم میں سے ہے - مطبوعہ لندن ۶۲ - ۱۸۶۳ء

۹- معجم کوش— (عربی - فرانسیسی) مطبوعہ بیروت ۱۸۶۲ء

۱۰- معجم ارسوند — (عربی - جرمن (مطبوعہ جیسن ۱۸۷۹ء (دو جلدیں)

۱۱ - معجم جاسلین (فرانسیسی- عربی) مطبوعہ ۱۸۸۰ - ۱۸۸۶ء (تین جلدیں)

۱۲ - معجم استانیجاس - (انگریزی ، عربی) مطبوعہ لندن ۱۸۸۴ء

۱۳- معجم ڈوزی — (ملحق معاجم عربیہ) مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء (دو جلدیں)

۱۴- معجم جرجاس - (عربی - روسی) مطبوعہ قازان ۱۸۸۱ء

۱۵- معجم بوسید - (عربی - فرانسیسی) - مطبوعہ الجزائر ۱۸۸۷ء

علوم مشرق کی تحقیقات اور ان سے استفادہ کے لیے ہی عربی زبان و ادب کی دینی و عمومی کتب یورپی زبانوں میں مستشرقین نے ترجمہ کیں۔ قرآن مجید کے یورپ کی تمام اہم زبانوں میں اپنے نکتہ نظر کے حواشی کے ہمراہ تراجم کیے مثلاً لاطینی جرمن ، فرانسیسی، انگریزی وغیرہ میں تراجم، تفسیر بیضاوی اور مشکوۃ المصابیح کے انگریزی تراجم ، فتح القریب ، درۃ الفاخرۃ ، مختصر خلیل کے فرانسیسی تراجم، مقاصد الفلاسفۃ کا جرمن میں ترجمہ ، دیوان الحماسۃ ، اشعار الھذلیین اور اغانی کے بعض اشعار کے لاطینی تراجم، امرؤ القیس، نابغۃ ذبیانی، طرفۃ ابن العبد، خنساء ، بردہ امام بوصیری، اشعار فرزدق و متنبی و ابو العلاء، اشعار عنترۃ، دیوان بہاءالدین زھیر اور بعض اشعار ابو العلاء کے انگریزی تراجم ، معلقات و دیوان لبید ، ابن الفارض کے تائیۃ قصیدۃ ، شعر ابن قیس الرقیات اور دیوان ابو فراس کے بعض حصوں کے جرمن تراجم - زمخشری کی اطواق الذہب ، ملحۃ الاعراب ، الف لیلۃ ، مقدمۃ ابن خلدون ، مقامات الحریری ، ادب الکاتب ، رسالۃ حی بن یقظان ، تاج العروس اور کلیلۃ و دمنۃ کے فرانسیسی تراجم - نیز اطواق الذہب ، کتاب سیبویہ ، الف لیلۃ و لیلۃ ، کلیلۃ و دمنۃ ، ، عجائب المخلوقات وغیرہ کے جرمن میں تراجم ، کتب تاریخ میں سے ابوا لفداء ، مختصر الدول ، الافادۃ والاعتبار ، کشف الظنون ، تاریخ الطبری ، التاریخ المکین کے لاطینی تراجم - نیز ابن خلکان ، تاریخ الیمنی ، العمارۃ ، تاریخ الخلفاء للسیوطی ، ابن بطوطہ ، ابن حوقل ، نفح الطیب کے انگریزی تراجم۔ ابوالفداء ، مروج الذھب، طبقات الاطباء، تاریخ الممالیک للمقریزی، الفخری، جغرافیۃالادریسی ، تاریخ البربر، ابن خلکان وغیرہ کے فرانسیسی تراجم اور سیرت ابن ہشام ، کتاب المغازی، کتاب الکامل وغیرہ کے جرمن تراجم[۲] نیز مغربی زبانوں میں لکھی گئی کثیر التعداد کتب جو علوم مشرق سے متعلق ہیں مثلاً کارل بروکلمان کی جرمن زبان میں تاریخ الادب العربی ، انگریزی میں فلپ کے حتی کی ہسٹری آف دی عربز ، آر اے نکلسن کی ''اے لٹریری ہسٹری آف دی عربز'' گب کی عربک لٹریچر وغیرہ۔

ان تمام تراجم و تصانیف سے اہل مغرب کے ہاں علمی تحقیقات اور استشراق

۱- بحوالہ جرجی زیدان تاریخ آداب اللغۃالعربیۃ، جلد ۴ ، بیروت ، دار مکتبۃ الحیاۃ ۱۹۶۷ء ، ص ۵۲۴ - ۵۲۵ -

۲- تمام اسماء کتب بحوالہ جرجی زیدان ، تاریخ آداب اللغۃالعربیۃ ، ج- ۴ ص ۵۲۶

کے حوالہ سے عربی زبان کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ نیز مغربی دنیا میں عربی کی اہمیت کا ایک لغوی پہلو یہ ہے کہ ترکی، البانوی ، ہسپانوی وغیرہ پر بالخصوص اور دیگر مغربی زبانوں پر بالعموم عربی کے اثرات ہیں ہسپانوی نہ صرف اسپین کی زبان ہے جہاں سات سو سال تک عربی رائج رہی ہے بلکہ لاطینی امریکہ کے ممالک میں اسے بین الاقوامی زبان کی حیثیت حاصل ہے اس ہسپانوی زبان کے توسط سے عربی کے بالواسطہ اثرات لاطینی امریکہ تک موجود ہیں اور اب عربی اور مغربی زبانوں کے لسانی روابط پر تحقیقات کا جو سلسلہ فروغ پذیر ہے اس سے عربی زبان کی مغرب کے لیے علمی اہمیت کے ضمن میں نئے نکات سامنے آنے کی توقع ہے ۔

۲۰- لغہ" النفط

دور جدید میں چونکہ عرب ممالک تیل کی دولت سے مالا مال اور معاشی لحاظ سے خوشحال ہیں ۔ لہذا دنیا بھر کے مختلف ممالک اپنی مصنوعات کو دنیائے عرب مین زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کے لیے ان پر عربی عبارت لکھتے ہیں ۔ اس معاملے میں امریکہ ، چین ، جاپان ، روس ، جرمنی ، ہالینڈ ، پاکستان ، بھارت غرض ہر نظریہ اور خطہ کے ممالک مستعد ہیں ۔ عرب ممالک کی جانب سے صرف عربی میں خط و کتابت اور دستاویزات کو عربی ترجمہ کے ہمراہ قبول کرنے جیسی شرائط ، عربوں کے سیاسی و معاشی اثر و نفوذ ، غیر عرب ممالک سے عربوں کے بڑھتے ہوئے تعلیمی ، سیاسی اور دیگر روابط نیز عرب ممالک میں افریقہ سے کوریا تک مختلف مذاہب و ممالک کے کسب معاش کے لیے مقیم لاکھوں باشندے اور دیگر اسباب بھی دور جدید میں عربی زبان کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ۔

۲۱- لغہ الارتباط بین الماضی والحاضر والمستقبل(قدیمہ" ـوسیطہ"ـحدیثہ")

عربی زبان بیک وقت دنیا کی قدیم ترین اور جدید ترین زبانوں میں سے ہے اور اس لحاظ سے بڑی انفرادیت کی حامل ہے "کہ قدیم ترین زمانوں سے جدید ترین ادوار تک ایک زندہ علمی و بین الاقوامی زبان کی حیثیت سے باقی رہی ہے ۔ حتی کہ اسے ام اللغات والالسنۃ (تمام زبانوں اور بولیوں کی بنیاد) بھی قرار دیا جاتا ہے ۔ ایک طرف یہ اپنی قدامت و اہمیت کے لحاظ سے (۱) اشوری بابلی (۲) عبرانی (۳) آرامی (۴) فینیقی (۵) سنسکرت (۶) پہلوی (۷) یونانی (۸) لاطینی (۹) ترکی (۱۰) چینی اور (۱۱) جاپانی جیسی قدیم زبانوں کے زمرے میں شامل ہے ۔ دوسری طرف یہ آمد اسلام کے بعد کی صدیوں میں فارسی ، ترکی اور دیگر اہم زبانوں کے گروپ میں سر فہرست رہی ہے تیسری طرف دور جدید کی اہم ترین زندہ زبانوں مثلاً (۱) انگریزی (۲) فرانسیسی (۳) ہسپانوی (۴) روسی (۵) چینی کے ہمراہ بین الاقوامی اہمیت کی حامل ہے ۔ اس طرح عربی بیک وقت دور قدیم ، عصور

وسطی اور عہد جدید کی زبان ہے اور عالم انسانیت کے ماضی ۔ حال اور مستقبل کو مربوط رکھنے کا مؤثر ذریعہ ہے عربی زبان کی قدامت کا اندازہ مندرجہ ذیل بیان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے ۔

"The "Semitic Languages" so named in 1781 by the German historian A. L. Schlozer because most of the people who spoke them were descended from Shem or Sem (Gen. x-xi), were spoken in Arabia, Mesopotamia, Syria and Palestine from which they spread begining with the first millenium B.C, into Ethiopia and later into Egypt and Northern Africa."[1]

زیادہ مشہور اور اہم سامی زبانیں کون سی ہیں اس بارے میں جرجی زیدان لکھتے ہیں :

"اشهرها العربية والسريانية والعبرانية والفينيقية والاشورية والبابلية والحبشية ولم يبق منها الا العربية والحبشية والعبرانية والسريانية والعربية ارقاها جميعاً"[2]۔

ترجمہ : ان میں مشہور تر زبانیں عربی ، سریانی ، عبرانی ، فینیقی ، اشوری ، بابلی اور حبشی ہیں ۔ جن میں سے عربی ، حبشی ، عبرانی اور سریانی کے سوا کوئی بھی اب زندہ زبان نہیں اورعربی ان میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔

کسی طویل بحث میں پڑے بغیر اہم قدیم اور جدید زبانوں پر ایک نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم گذشتہ ڈیڑھ ہزار سال سے کسی بنیادی تغیر لغوی کا شکار ہوئے بغیر زندہ علمی و عالمی زبان کی حیثیت سے عربی ہر لحاظ سے منفرد و ممتاز ہے ۔ قدیم زبانوں میں سے آج عربی ، عبرانی ، یونانی ، چینی ، جاپانی اور حبشی زندہ و اہم ہیں مگر ان میں سے عربی کے علاوہ کوئی بھی علمی و بین الاقوامی ضروریات و دائرہ اثر کے حوالہ سے وسیع پیمانے پر فروغ پذیر نہیں جبکہ اس کے برعکس جدید زبانوں میں سے کوئی بھی عربی کی طرح صدیوں کے قدیم سرمایہ علمی کی حامل نہیں حتی کہ دو تین صدیاں پہلے کی زبان اور موجودہ زبان ایک دوسرے سے کافی حد تک یا بعض صورتوں میں یکسر مختلف ہے۔ مثلاً موجودہ انگریزی، فرانسیسی، روسی وغیرہ۔بلکہ بعض کا وجودہی تاریخ میں مفقود ہے۔ مثلاً سپرانتو ۔بعض قدیم اور اہم ہونے کے باوجود عربی کی طرح دنیا میں عالمگیر پیمانے پر مروج و مستعمل نہیں رہیں ۔ مثلاً چینی، جاپانی وغیرہ ۔ اس عربی بیک وقت

---

1. Encyclopaedia Britanica, V. 20, P. 208.

۲۔ جرجی زیدان ۔ تاریخ آداب اللغة العربية ۔ ج ۱ ، ص ۳۷ ۔

قدیم ترین اور جدید ترین زندہ علمی و عالمی زبان ہے اور منفرد مقام کی حامل ہے - ماضی و حال کو مربوط کو کے مستقبل سے اس کا تعلق جوڑنے کےلیے عربی اہم اور بہترین ذریعہ ہے - اس طرح یہ ماضی و حال و مستقبل کی زبان اور بیک وقت قدیم و وسیط و جدید ہے -

عربی زبان کے سلسلے میں مذکورہ سابقہ دلائل و مباحث کا خلاصہ و نتیجہ یہ ہے کہ عربی عصر جدید کی اہم ترین زبان ہے جو نہ صرف قرآن حدیث ، فقہ ، تاریخ و سیر ، دیگر علوم اسلامیہ ، دینی مدارس ، اسلامی ثقافت اور صدیوں کے عمومی علوم و معارف کی زبان ہے بلکہ مشرق وسطی ، عالم عرب ، عالم اسلام ، براعظم افریقہ اور دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلی ہوئی مسلم اقلیات کی بھی مشترکہ زبان ہے اس کے ساتھ ساتھ انتہائی اہم افریشیائی و بین الاقوامی زبان ہے -جسے اقوام متحدہ کی سرکاری زبان کے طور پر تسلیم کیا جا چکا ہے - علاوہ ازیں پاکستان کی تمام زبانوں اور ایشیا و افریقہ کی لا تعداد زبانوں کی اساس ہے - مزید برآں مغربی زبانوں بالخصوص ہسپانوی پر اس کے خاصے اثرات ہیں علمی تحقیقات ، استشراق اور تجارتی و اقتصادی روابط کے حوالہ سے بھی دنیا بھر کے ممالک کے لیے انتہائی اہم ہے - اور بیک وقت عہد قدیم ، قرون وسطی و عصر جدید کی علمی زبان ہونے کی وجہ سے عالم انسانیت کے ماضی ، حال اور مستقبل کے مابین رابطہ علمی کا مؤثر ذریعہ ہے - ان وجوہات اور اسباب کی بناء پر عربی خاصی تیز رفتاری سے ستر سے زائد عرب ، مسلم اور افریقی ممالک میں لازمی تعلیمی مضمون ، مشترکہ ذریعہ تعلیم اور علمی و سرکاری زبان کی حیثیت اختیار کر رہی ہے - دنیا بھر میں پھیلی ہوئی مسلم اقلیات نیز علمی ، ثقافتی اور بین الاقوامی ضروریات کے حوالہ سے دنیا کے بقیہ ممالک میں بھی بتدریج فروغ پذیر ہے - اور اس بات کے واضح شواہد موجود ہیں کہ مستقبل میں عالم عرب و اسلام و افریقہ کے علاوہ بھی دنیا کے اکثر ممالک میں لازمی تعلیمی مضمون یا اہم اختیاری زبان کی حیثیت اختیار کرلے گی -

و خلاصة القول : ''ان اللغة العربية هي لغة العالم العربى والاسلامى والافريقى معا كما هي لغة الاقليات المسلمة ولغة عالمية عظيمة'' -

آخر میں عصر جدید میں عربی زبان کی وسعت و اہمیت کے پیش نظر پاکستان کے حوالے سے بالخصوص درج ذیل اقدامات مستقبل قریب میں ناگزیر محسوس ہوتے ہیں -

۱- عربی کو چھٹی سے بارہویں جماعت تک لازمی مضمون قرار دینے کی مجوزہ سکیم کو بی اے - بی ایس سی تک بڑھانا نیز ابتدائی پانچ جماعتوں میں بھی عربی کو لازمی قرار دینا اور اس تعلیم کو پرائمری میں دی جانے والی موجودہ ''تعلیم

القرآن'' کے ساتھ مربوط کرنا تا کہ بچہ قرآنی علوم کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی اور مبادیات عربی سے بھی واقف ہو جائے۔ مزید برآں چھٹی جماعت میں بیک وقت دو مختلف و متضاد نئی زبانیں یعنی عربی اور انگریزی سیکھنے کی تکلیف دہ ابتداء سے بچ سکے۔

۲۔ عربی اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کو مربوط کرنے کے لیے اسکولوں میں صرف خط نسخ کی تعلیم دینا تاکہ طالب علم نسخ و نستعلیق بیک وقت سیکھنے کے تکلیف دہ عمل اور انتشار خطی سے بچ سکے۔ نیز پاکستان کتابت و طباعت کی جملہ ضروریات میں عالم عرب و اسلام و افریقہ سے مربوط و مستفید ہو۔

۳۔ دینی و بین الاقوامی زبان کی حیثیت سے عربی کو اردو کے ساتھ ساتھ دوسری سرکاری زبان قرار دینا اور ہر تعلیمی سطح پر اردو کی طرح ذریعہ تعلیم بنانے کی اجازت دینا تاکہ نہ صرف دینی مدارس اور جدید تعلیمی اداروں کی تعلیم کو مربوط کیا جا سکے۔ بلکہ عالم عرب و اسلام و افریقہ کے مشترکہ نظام تعلیم اور ذریعہ تعلیم کی راہ بھی تیزی سے ہموار ہو اور پاکستان اس خطہ میں اپنا کلیدی و موثر تعلیمی کردار ادا کر سکے نیز عرب، مسلم او ر افریقی ممالک کے طلبہ اسکول کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر پاکستان کی جانب راغب ہو کر ثقافتی و اقتصادی روابط کے فروغ کا باعث بنیں اور اردو بھی کافی حد تک سیکھ سکیں۔

۴۔ سی ایس ایس، پی سی ایس، فوجی اکیڈیمیوں اور دیگر اعلیٰ امتحانات و تربیتی اداروں میں عربی کو لازمی مضمون قرار دینا تاکہ عدالتی، اقتصادی، سیاسی اور دیگر شعبوں کو قرآن و سنت کی بنیاد پر استوار کرنے نیز عالم عرب و اسلام و افریقہ کے ساتھ سفارتی، عسکری، ثقافتی، سیاسی، اقتصادی اور دیگر روابط میں پاکستان اپنا کردار زیادہ موثر طریقے پر ادا کر سکے۔

۵۔ پاکستانی نظام تعلیم کی لسانی ترجیحات کا از سر نو تعین کرنا تا کہ طلبہ پر کم از کم بوجھ ڈال کر زیادہ سے زیادہ لسانی فوائد حاصل کیے جا سکیں۔ اس سلسلے میں موجودہ نظام تعلیم میں کسی بڑی تبدیلی کے بغیر ہی فوری طور پر درج ذیل اقدامات قابل عمل ہیں جو بعد ازاں بڑی تبدیلیوں کی بنیاد بن سکتے ہیں:

(الف) پہلی سے دسویں جماعت تک انگریزی ذریعہ تعلیم کی کلی ممانعت اور اردو کے ساتھ ساتھ عربی نیز عربی۔ اردو مخلوط ذریعہ تعلیم کی اجازت و ترویج۔

(ب) پہلی سے دسویں جماعت تک عربی لازمی مضمون۔

(ج) پہلی سے بارہویں جماعت تک اردو حسب سابق لازمی۔

(د) چھٹی سے دسویں جماعت تک انگریزی حسب سابق لازمی اور چھٹی سے

پہلے بطور مضمون بھی انگریزی پڑھانے کی ممانعت تاکہ بچہ انتشار خطی کا شکار نہ ہو ۔ اور ابتداء میں صرف عربی رسم الخط میں مہارت پیدا کرے ۔

(ر) انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کی سطح پر انگریزی کو بطور لازمی مضمون برقرار رکھنے کے بجائے عربی و انگریزی میں سے کوئی ایک زبان اختیار کرنے کی اجازت دینا تاکہ سائنس اور آرٹس کا ہر طالب علم اپنی ضرورت و سہولت کے مطابق ان دو انتہائی اہم علمی و بین الاقوامی زبانوں میں کسی ایک کا انتخاب کر سکے ۔

ان اقدامات کے نتیجہ میں پاکستان ایک ایسے جدید نظام تعلیم کی مضبوط لسانی بنیادیں فراہم کر سکتا ہے ۔ جو بیک وقت لسانیات کے دینی، علمی، ثقافتی، قومی، افریشیائی، بین الاقوامی اور دیگر تقاضے پورے کر سکے گا۔ نیز قرآن و سنت کی بناء پر علوم و فنون کی تشکیل نو، نفاذ اسلام اور عالم عرب و اسلام و افریقہ کو متحد و مربوط کرنے کے سلسلے میں مؤثر و معاون ثابت ہوگا ۔ علاوہ ازیں بیک وقت عربی، اردو اور غیر مسلم دنیا کی ایک اہم زبان جاننے والے لاکھوں افراد ملکی و عالمی سطح پر کسی بھی دوسرے ملک کے افراد سے زیادہ کامیاب ثابت ہوں گے ۔

فهرست المراجع

١- القرآن الكريم ۔

٢- الخطيب التبريزى، مشكواة المصابيح۔ الجزء الاول دمشق، منشورات المكتب۔ الاسلامى ١٣٨٠ھ

٣- الآلوسى، روح المعانى، ج ١٩، مصر ادارة الطباعة المنيرية ١٣٥٣ھ

٤- ابن عبدربه، العقد الفريد، ج ٣، مصر المطبعة الجمالية ١٣٣١ھ

٥- احمد حسن الزيات، تاريخ الادب العربى، القاهرة، مطبعة الرسالة ١٩٥٥ء

٦- اسرائيل و لفنسون، تاريخ اللغات السامية، مصر، مطبعة الاعتماد ١٩٢٩ء۔

٧- جرجى زيدان، تاريخ آداب اللغة العربية، بيروت، دار مكتبة الحياة ١٩٦٧ء

٨- طه حسين، فى الادب الجاهلى، مصر، دارالمعارف ١٩٢٧ء

٩- محمود عبدالله، اللغة العربية فى باكستان، اسلام آباد، وزارة التعليم الفيدرالية باكستان ١٩٨٤ء